يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ [القرآن]

دعوتی، اصلاحی فکری اور تعلیمی مجلہ

خصوصی شمارہ

ازہار تبلیغ القرآن پشاور

ستمبر، اکتوبر 2017ء ، ذی الحجہ، محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

عشرۂ ذی الحجہ

فضائل و مسائل قربانی و احکامِ عیدین

نگران
مولانا مفتی محمد ایاز دُرانی

مدیر
مولانا سید کفایت بخاری

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر مولانا حشمت علی صافی

یکے از مطبوعات جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد پشاور

فہرست مضامین

علم الحقائق
ضیاء البیان فی تفسیر القرآن — علامہ عطاء اللہ بندیالوی — 3

علم الحدیث
نیت وعمل — ادارہ — 6

خدائے حق
ایک اور چودہ اگست گزر گیا — پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان — 8

مسائل قربانی
عشر وذی الحجہ کی فضیلت وحرمت — مولانا مفتی محمد ایاز — 11

عیدین — 16
نماز عید کے احکام ومسائل — 19
عید الاضحیٰ کی قربانی — 23
قربانی اور روشن خیالی — 25
قربانی کے مسائل واحکام — 32
قربانی کرنے کے حوالے سے مسائل — 32
مختلف ناقص نصابوں کی صورت میں قربانی کے وجوب کا مسئلہ — 35
قربانی کے حوالے سے چند غلطیوں کی اصلاح — 40
جانوروں میں عیوب کا بیان — 42
جانور اور قربانی کرنے والے سے متعلق مسائل — 49
جانور ذبح کرنے اور تقسیم کرنے سے متعلق مسائل — 55
قربانی اور نذر سے متعلق عوام کے بعض غلط مسئلے — 57
قربانی کی کھال کے احکام — 59

اخبار واحوال
جامعہ وملحقہ شعبہ جات کی معمولات وسرگرمیاں — مولانا عابد علی — 64

قیمت فی شمارہ 30 روپے زر سالانہ ——— 160 روپے
سالانہ زر تعاون بیرون ممالک: 20 ڈالر
بینک اکاؤنٹ نمبر: 012003200-8
بینک کوڈ: 0864
الائیڈ بینک لمیٹڈ فقیر آباد برانچ پشاور پاکستان۔
برائے رابطہ:
فون: 300 45 22-91-92+، موبائل: 151 93 93-333(0)92+

مجلس ادارت
پروفیسر ڈاکٹر محمد عمر
مولانا ڈاکٹر اکرام الحق یاسین
مولانا ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف
انجینئر میاں محمد الیاس
پروفیسر سید طاہر شاہ

مجلس مشاورت
مفتی ضیاء الحق
جناب یوسف ظفر
مولانا سمیع اللہ
مفتی محمد حسین
ابو ثاقب شکیل احمد

خط وکتابت کا پتہ
مجلہ "تبلیغ القرآن"
جامعہ تبلیغ القرآن
یوسف آباد دلہ زاک روڈ پشاور پاکستان۔
ای میل
mujalla.jamiatq@gmail.com
ویب سائٹ
www.tableeghulquran.com

پبلشر:۔ ڈاکٹر مولانا حشمت علی صافی
پرنٹر:۔ العلم پبلشنگ سروسز
ترسیل انچارج
قاری احتشام الحق
0333-9393151

تعلیم القرآن

ضیاء البیان فی تفسیر القرآن

علامہ عطاء اللہ بندیالوی

﴿سورۃ البقرہ (۱۶۴۔۱۶۷)﴾

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

ترجمہ:

- اور (اتنے دلائل کے باوجود) لوگوں میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اُس کا شرک ٹھہراتے ہیں یعنی ان سے اللہ کی محبت کی طرح محبت کرتے ہیں اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت (انتہاء پسند) ہوتے ہیں اور اگر اب دیکھ سکتے ظالم لوگ وہ وقت جب دیکھیں گے عذاب کو (تو پکار اٹھتے) کہ ساری طاقتیں اور اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور واقعی اللہ کا عذاب سخت ہے۔
- (اس وقت کیفیت یہ ہو گی) کہ وہی پیشوا اور راہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیروکاروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو سامنے دیکھ لیں گے اور سب طرح کے رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے۔
- اور پیروکار کہیں گے: کاش ہمارے لیے دنیا میں پلٹنا ہوتا تو ہم ان پیشواؤں سے اس طرح بیزار ہو جاتے جیسے وہ ہم سے بیزار ہو گئے ہیں یوں اللہ انہیں حسرت دلانے کیلیے ان کے اعمال دکھائے گا (مگر) وہ آگ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پائیں گے۔

تفسیر و تشریح:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

گذشتہ آیت میں توحید کے اثبات کیلیے تفصیلی عقلی دلیل پیش کرنے کے بعد ایسے لوگوں کا حال بیان کیا جارہا ہے جو اتنے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کو رب العزت کا شریک اور سانجھی بناتے ہیں اور محبت و تعظیم کا جو معاملہ اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا چاہیے تھا وہ غیر اللہ کے لیے روا رکھتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی مخصوص صفات (متصرف فی الامور اور عالم الغیب ہونا، مشکل کشا اور حاجت روا ہونا، غائبانہ پکاریں سننا، نذرو نیاز اور سجدوں کے لائق ہونا وغیرہ) اپنے معبودوں میں تسلیم کرتے ہیں، اپنی امیدیں ان سے وابستہ رکھتے اور مصائب میں ان کے آگے التجائیں کرتے ہیں۔ ان کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوتے ہوئے ان کے نام کی نذرو نیاز دیتے ہیں۔

یاد رکھیئے! جو شخص اللہ رب العزت کی صفات میں سے کوئی صفت کو بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے وہ دراصل اسے اللہ کا ہمسر اور شریک ٹھہراتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

مشرکین کو اپنے معبودوں سے جتنی محبت ہے، مومنین کو اپنے حقیقی معبود سے اس سے بھی کہیں زیادہ محبت ہے، مشرکین نے تو اللہ کی محبت میں کئی ایک کو شریک اور سانجھی بنا رکھا ہے مگر مومنین اللہ کے ساتھ ایسی مستحکم اور شدید ترین محبت رکھتے ہیں کہ وہ اس محبت میں کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے۔

مختلف لوگوں سے محبت کے درجات اور معیار الگ الگ ہیں، اللہ کی محبت، اللہ کے محبوب پیغمبر ﷺ کی محبت، بزرگان دین کی محبت۔ اللہ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اسی کی عبادت پکار کی جائے، نبی اکرم ﷺ کی محبت یہ ہے کہ انہیں اللہ کا سچا رسول مان کر ان کی اطاعت کی جائے اور اولیاء اللہ کی محبت یہ ہے کہ دین و دنیا کے معاملات میں قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے تعلیم کردہ احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اب کوئی شخص محبت کے رنگ میں نبی اکرم ﷺ کی عبادت کرنے لگے اور اپنے مرشد کو مثیل رسول سمجھنے لگے تو یہ "يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ" کا مصداق ہو جائے گا۔ جیسے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے ساتھ محبت کے جذبات اور معیار الگ الگ ہیں۔ اسی طرح اللہ سے محبت، رسول اللہ ﷺ سے محبت اور مرشد و ولی سے محبت کے بھی معیار الگ الگ ہیں، غالباً اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے:

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

یعنی جو لوگ شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت کے عذاب کو دیکھتے وقت ان کا کیا حال ہو گا؟ تو وہ شرک کے قریب بھی نہ جائیں۔ اس روز جب مشرکین کے سفارشی بے بس نظر آئیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ تمام تر قوت و غلبہ اور تسلط صرف اللہ رب العزت کیلیے ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا

دنیا مین مشرکین جن کو معبود سمجھ کر ان سے محبت و عشق کے دعویدار بنتے تھے وہ قیامت کے دن ان سے جدا ہو جائیں گے اور اظہار بیزاری کریں گے۔ ان کی شفاعت کرنے سے انکاری بن جائیں گے۔ مشرکین اور ان کے معبودوں کے مابین مزعومہ رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ یہ صورت حال دیکھ کر متبوعین (مرید) مایوسی کے عالم میں آرزو کریں گے کہ کاش! ہمیں ایک مرتبہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزار ہو گئے ہیں، ہم بھی ان سے بیزار ہو جائیں گے اور توحید پر کاربند رہیں گے۔ مگر ان کی یہ آرزو پوری نہیں ہو گی۔

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ

یعنی جس طرح مشرکین عذاب الٰہی اور اپنے معبودوں کی بیزاری دیکھ کر سخت حیرات و حسرت میں مبتلا ہونگے، اسی طرح اللہ رب العزت ان کے دنیا میں کئے گئے اعمال ان کیلیے موجب حسرت بنادے گا، کیونکہ ان کے اعمال (بیت اللہ کی تعمیر، حج و عمرہ، صدقات و خیرات، بظاہر اچھے اور نیک کام) وہ سب کے سب شرک کی وجہ سے مردود ہو جائیں گے۔ شرک اعمال صالحہ کیلیے زہر قاتل ہے۔ جس طرح آگ کی ایک چنگاری روئی کے ڈھیر کو جلا کر راکھ بنادیتی ہے، اسی طرح شرک کی بیماری بھی اعمال صالحہ کو برباد کر دیتی ہے۔ مشرکین کیلیے ابدی جہنم کا حکم ہے کہ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ۔

﴿کامیابی؟﴾

- خاموشی سے سخت محنت کرتے رہیں، کامیابی خود بخود اعلان کرے گی۔
- اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کو ضرور منایا کریں، یہ آپ کے اندر اعتماد اور آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرے گا۔

تعلیم الحدیث

نیت و عمل

ادارہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ۔ [مشکوٰۃ باب الریا بحوالہ مسلم]

ترجمہ:

''سیدنا ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تمہاری شکلوں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے مال و دولت کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں (یعنی نیتوں) کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے''۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ بندوں کی صورت و شکل نہیں دیکھتا، ان کے مال و دولت پر نگاہ نہیں کرتا، وہ دیکھتا ہے تو صرف یہ کہ ان کے اعمال کیسے ہیں، ان کے دلوں میں کیا نیتیں اور کیا ارادے ہیں اور عمل و ارادے کی بنیاد پر ہی اس کے یہاں بندوں کا مقام متعین ہوتا ہے۔

شکل و صورت اور رنگ و روپ تو جبلی اور قدرتی چیز ہے، جو کسی خاص خطہ زمین کی مخصوص آب و ہوا کا نتیجہ ہوتا ہے یا پھر کسی خاص نسل اور خاندان کا اثر۔ انسان کی اپنی کوشش و کاوش کا اس میں کیا دخل؟ اسی طرح مال و دولت بھی اللہ کی دَین ہے، انسان کوشش ضرور کرتا ہے لیکن کس کو کیا ملے اور کتنا ملے اس کا حتمی فیصلہ اللہ ہی کرتا ہے۔ انسان کو کتنا ہی مل جائے اللہ کے یہاں مال و دولت کی کثرت انسان کی قدر و عظمت کا معیار نہیں ہے۔

انسان کی سعادت اور شقاوت اور عظمت و ذلت کا فیصلہ کرنے کے لیے اللہ کی نظر انسانی زندگی کے اس دائرے پر ہوتی ہے، جس میں انسان کو اختیار و آزادی دی گئی ہے یعنی ارادہ اور عمل کا دائرہ۔ وہ کسی سعادت و شقاوت کا فیصلہ اس نظر سے نہیں کرتا کہ کس کا رنگ روپ کیسا ہے۔ خد و خال کیسے ہیں؟ شکل و صورت

کیسی ہے؟ بلکہ اس کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ اس کے قلبی جذبات کیا ہیں۔ اس کی نیت اور ارادے کیسے ہیں اور وہ کیسے عمل کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ علیم و حکیم بھی ہے اور رحیم و عادل بھی، وہ بھلا شکل و صورت اور مال و دولت پر کیوں نظر رکھے گا، اور کسی کی پستی اور بلندی کے لیے اس کو کیوں کر معیار بنائے گا۔ جب کہ ان چیزوں میں انسان مجبور محض ہے۔ وہ نہ اللہ کی بنائی ہوئی شکل و صورت کو بدل سکتا ہے نہ رنگ و روپ کو اور نہ خد و خال کو۔ اسی طرح اگر اللہ نے اس کو غریب بنایا ہے تو وہ اپنی کوششوں سے دولت مند بھی نہیں بن سکتا، البتہ اپنی نیت و ارادے پر بندے کو اختیار ہے اور اسی طرح اپنے عمل پر بھی وہ بری نیت بھی رکھ سکتا ہے اور بھلی نیت بھی، نیک عمل بھی کر سکتا ہے اور برے عمل بھی، اللہ کی نظر نیت و عمل پر ہے اور اسی کی بنیاد پر وہ انسان کی فلاح و سعادت، یا خسران و شقاوت کا فیصلہ فرمائے گا۔

اس حدیث کا سارا زور اس پر ہے کہ فیصلہ کے عظیم ترین دن میں انسان کے مستحق انعام و اکرام ٹھیرنے اور دائمی فوز و فلاح کے بلند مقام پر سرفراز ہونے یا مستحق عذاب ٹھہرنے، اور لرزہ خیز عذابوں کے گڑھے میں پھینکے جانے کا تمام تر دار مدار جس چیز پر ہو گا، وہ اس کی نیت و ارادہ اور عمل و کوشش ہے، جس میں ہر ایک کو بلا استثنا پورا پورا اختیار دیا گیا ہے۔ وہ اچھی نیت اور عمل صالح کے ذریعہ اپنے آپ کو اونچا بھی اٹھا سکتا ہے اور بری نیت اور برے اعمال کے ذریعے نیچا بھی گرا سکتا ہے۔

ندائے حق

ایک اور چودہ اگست گزر گیا

ڈاکٹر دوست محمد خان
ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر یونیورسٹی آف پشاور

ایک چودہ اگست وہ تاریخی دن تھا جب پاکستان قائم ہوا۔ وہ کتنا مبارک اور پُرنور دن تھا۔ جب برصغیر پاک وہند کے مسلمان قیام پاکستان کی خوشی میں سرشار ہوگئے تھے۔ بزرگوں سے سُنا، کتابوں میں پڑھا کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء عالم اسلام کا وہ دن تھا جب سب سے بڑی اسلامی مملکت وجود میں آئی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے لیکر ۱۰ اگست ۱۹۴۸ء تک قائد اعظمؒ کی تقاریر کا بغور مطالعہ کریں اور قائد اعظمؒ سے مخلص رفقائے کار اور رہنمایان تحریک پاکستان کے بے پناہ جذبات کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کس عظیم مقصد کے لیے وجود میں آیا تھا۔ عوام پر اپنے قائدین ورہنماؤں کے کردار اور تقاریر کا یہ اثر تھا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اب مسلمانان برصغیر کے لیے اپنا الگ اسلامی ملک بن چکا ہے لہٰذا اب یہاں کسی قسم کی بددیانتی، خیانت کی گنجائش نہیں ہوگی اور ہم سب بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔

ہندوستان کے مسلم اقلیتی علاقوں اور پنجاب سے آنے والے مہاجرین پاک سرزمین پر قدم رکھتے ہی سجدہ شکر بجالانے کی لیے پاک سرزمین کو چوم لیتے تھے۔ لوگوں نے اپنے ملک کو آباد کرنے کے لیے ابتدائی برسوں میں دن رات کام کرکے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لیے بے پناہ جذبات کا اظہار کیا۔ کیکر کے کانٹے سے پیپر پن کا کام لے کر اور دفاتر میں لفافوں کو الٹ کر دو دفعہ استعمال کرکے مملکتِ خداداد کو محدود وسائل کا خیال رکھا۔

قائد اعظمؒ نے قانون ساز اسمبلی کی پہلی میٹنگ کے دوران جو صبح ۹ بجے شروع ہوئی، پروٹوکول آفیسر کے پوچھنے پر کہ سر! چائے کے ساتھ کیا پیش کیا جائے، بہت حیرانگی کے ساتھ دیکھ کر کہا، "کیا لوگ گھروں سے چائے پی کر نہیں آئے ہیں، قائد ملت لیاقت علی خان نے اربوں روپوں کی جائیداد چھوڑ کر ایک دیلے کا کلیم بھی نہیں کیا اور پھٹی پرانی بنیان پہنے جام شہادت نوش کیا۔ سردار عبدالرب نشتر نے اپنے بیٹے کو دفتر میں سرکاری فون پر ایک کال کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ "یہ سرکار کی امانت ہے" سردار صاحب نے قائد

ملت کی شہادت اور خواجہ ناظم الدینؒ کی غلام محمد کے ہاتھوں برطرفی کے بعد پاکستان میں برپا صورتحال سے مایوسی کے پیش نظر ہی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے فرمایا تھا:

نیرنگئی سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

پھر اس کے بعد کتنے ۱۴ اگست آئے جس پر صرف ایک ہی دن کے لیے لاکھوں روپے چراغاں، جھنڈیوں، ریڈیو، ٹی وی پروگراموں اور صاحبانِ اقتدار کے پرچشم کشائی کی تقاریب تو منعقد ہوتی رہیں لیکن قائدین تحریک کا وہ جذبہ، خلوص، استقامت اور لگن بہت کم نظر آنے لگا۔

پھر اس عظیم مملکت میں وہ دن بھی ہمیں دیکھنے پڑے کہ ہم اس کے مشرقی بازو میں ڈھاکہ میں گورنر ہاؤس کے اندر آخری ۱۴ اگست ۱۹۷۱ء کو بمشکل سبز ہلالی پرچم کو لہرا سکے۔ میں جب پاکستان میں ۱۴ اگست کی تاریخ کے حوالے سے مطالعہ کرتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ آخر ہم وہ کام کرتے کیوں نہیں جس کا اقرار اس عظیم دن کو مناتے ہوئے کرتے ہیں۔ ہر چودہ اگست پر ہمارے سارے حکمران خواہ وہ سویلین ہوں یا فوجی، اس بات کا اقرار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ پاکستان علامہ اقبالؒ کے خواب کی تعبیر اور قائداعظمؒ کے سیاسی، قانونی اور جمہوری جدوجہد کی تصویر ہے۔ پاکستان جمہوریت کے ذریعے وجود میں آیا ہے اور جمہوریت کے ذریعے ہی قائم رہ سکتا ہے۔ لیکن گذشتہ ساٹھ برسوں میں ہمارے حکمرانوں نے ان دونوں باتوں کی اپنے اعمال اور کارکردگی کے ذریعے سخت نفی کی ہے۔ اگرچہ مارشلائی حکمرانوں سے تو ہمیں گلہ نہیں ہے کہ مارشل لاء میں تو جمہوریت کا تصور ہی نہیں ہوتا، لیکن یہ گلہ تو ضرور ہے کہ جب مارشل لاء ہی آتے تو کم از کم علامہ اقبالؒ کے ان تصورات اور نظریات کو تو نافذ کر لیا کریں جن کا تعلق خلق خدا کے بنیادی حقوق اور ملک کے استحکام کے ساتھ ہے۔ لیکن زیادہ گلہ وشکوہ تو عوام پاکستان کو اپنی سیاسی جماعتوں سے ہے کہ جمہوریت کی دہائیاں دے دے کر عوام سے ووٹ لے کر اقتدار میں آتی ہیں اور پھر ان ہی غریب عوام کو کالانعام [جانوروں جیسے] سمجھ کر ان کو بنیادی حقوق تو رہے ایک طرف کم از کم حقوق جس میں دو وقت کی روٹی کا بہم پہنچانا تو گیا باڑھ میں، دو وقت روٹی کمانے کے ذرائع مفقود ہو جاتے ہیں۔

یہ سب باتیں ۱۴ اگست کے دن سوچنے اور غفور وفکر کی باتیں ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ صاحبانِ اقتدار چودہ اگست کے دن قیامِ پاکستان کے وہ عظیم مقاصد نئی نسل کو تعلیمی پالیسیوں اور نصاب کے ذریعے

اس طرح ازبر کرائیں کہ یہ ان کے دل ودماغ میں جسم میں خون کی مانند سرایت کر جائے۔

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اس ۱۴ اگست سپہ سالار افواج پاکستان جنرل صاحب نے آزادی پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے دوٹوک اور واضح الفاظ میں کہا کہ پاکستان کی قوم اور اس کا تشخص اور پہچان دو قومی نظریے کی بنیاد پر ہے۔ دو قومی نظریہ پاکستان کی روح اور اسلام ہماری طاقت ہے "جنرل صاحب نے جو کچھ فرمایا بالکل درست فرمایا، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ "دو قومی نظریہ اور اسلام ہماری طاقت" کے لیے ایسے اقدامات کئے جائیں کہ یہ صرف تقریر ہی نہ رہے بلکہ عمل بن کر سامنے آئے کہ یہی استحکام پاکستان کی بنیاد ہے۔ اس کام کے لیے بنیادی سٹریٹجی یہ ہونی چاہیے کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور معتدل نظریات اور دو قومی نظریہ کے تقاضے "قومی تعلیمی نصاب" کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ اس کام کے لیے وفاقی سطح پر چاروں صوبوں سے ماہرین تعلیم، اسلامی سکالرز، اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کے نمائندوں پر مشتمل کونسل بنائی جائی جو وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق پورے پاکستان کے لیے ایک نصاب ایک ہی زبان میں عصری تقاضوں کو مدّ نظر رکھ کر بنائے تاکہ ہمارے تعلیمی اداروں سے ہمارے مستقبل کو اسلامی بنیادوں پر محفوظ و مستحکم رکھنے کے لیے ایسی نسل تیار ہو کر نکلے جو سچے مسلمان اور پاکستانی ہوں، تعلیمی پالیسیوں، نصاب اور یکساں نظام تعلیم کے بغیر ان مقاصد کی تکمیل بہت مشکل دکھائی دیتی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ آئندہ ۱۴ اگست پاکستان بھر کے لیے امن، سلامتی اور رواداری اور خوشحالی کا پیغام لے کر آئے۔ آمین

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت وحرمت

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے سات دنوں میں جمعہ کو، سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان المبارک کو اور پھر رمضان المبارک کے تین عشروں میں سے عشرہ اخیر کو خاص فضیلت بخشی ہے، اسی طرح ذی الحجہ کے پہلے عشرے کو بھی فضل ورحمت کا خاص عشرہ قرار دیا ہے۔ اسی میں بندے کا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب اور اسکے نزدیک اس کی بڑی قیمت اور اجر ہے۔

ؤ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ اَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشَرَۃِ۔ [رواہ البخاری]

''سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو عمل صالح جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہے اتنا کسی دوسرے دن میں نہیں۔''

ؤ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا یَقْلِمَنَّ ظُفْرًا [رواہ مسلم]

''امّ المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کا ہو تو اسے چاہیے کہ اب قربانی کرنے تک اپنے بال یا ناخن بالکل نہ تراشے۔''

دراصل یہ عشرہ حج کا ہے۔ اور ان ایام کا خاص الخاص عمل حج ہی ہے۔ لیکن حج چونکہ مکہ معظمہ جا کر ہی ادا ہو سکتا ہے، اس لیے وہ عمر میں صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی اہل استطاعت پر فرض کیا گیا ہے۔ اس کے خاص برکات وہی بندے حاصل کر سکتے ہیں جو وہاں حاضر ہو کر حج کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے سارے اہل ایمان کو اس کا موقع دیا ہے کہ جب حج کے یہ ایام آئیں تو وہ اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے بھی حج اور حجاج سے ایک نسبت پیدا کر لیں اور ان کے کچھ اعمال میں شریک ہو جائیں، عید الاضحیٰ کی قربانی کا خاص راز یہی ہے۔

حجاج دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں اللہ کے حضور میں اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے دوسرے مسلمان جو حج میں شریک نہیں ہو سکے ان کو حکم ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک اسی دن اللہ کے حضور میں اپنی

قربانیاں نذر کریں اور جس طرح حاجی احرام باندھنے کے بعد بال یا ناخن نہیں ترشواتا، اسی طرح وہ مسلمان جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال یا ناخن نہ ترشوائیں اور اس طریقے سے حجاج سے ایک مناسبت اور مشابہت پیدا کریں۔

کس قدر مبارک ہدایت ہے جس پر چل کر مشرق و مغرب کے مسلمان حج کے انوار و برکات میں حصہ لے سکتے ہیں۔

عشرۂ ذی الحجہ کے احکام:

سیدہ اُم سلمہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عشرۂ ذی الحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو قربانی کرنے تک وہ جسم کے کسی حصے کے بال نہ لے اور نہ ناخن کاٹے۔'' [صحیح مسلم]

یہ استحبابی حکم صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ میں اس کی صراحت ہے۔ وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیر ناف اور بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے ہوئے چالیس روز نہ گزرے ہوں۔ اگر چالیس روز گزر گئے ہوں تو امور مذکورہ کی صفائی واجب ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت:

عشرۂ ذی الحجہ میں نویں ذی الحجہ کو بہت فضیلت حاصل ہے۔ اس دن حجاج کرام چونکہ حج کا رکن اعظم کو ادا کرتے ہوئے اللہ کے حضور میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں تو ان کی اس عظیم عمل میں غیر حاجی بھی اللہ کے حضور خود کو کچھ اعمال کے ذریعے قریب کرتے ہیں اور وہ عمل ہے روزہ رکھنا۔ اس دن روزہ رکھنے کی بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

روی ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَۃَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ وَالسَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ۔ [الصحیح لمسلم: ۲/۸۱۹]

ترجمہ: سیدنا ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں اللہ سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے (گناہوں کا) کفارہ بن جائے گا۔

اس وجہ سے تمام فقہاء اس دن کے روزے کے استحباب کے قائل ہیں۔ علامہ خطیب بغدادیؒ فرماتے

ہیں کہ پورے سال میں روزہ رکھنے کے لیے رمضان کے بعد یہ دن سب سے زیادہ فضیلت والا ہے کیونکہ صحیح مسلم کی روایت ہے:

مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يَّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةٍ۔

[الصحیح لمسلم:۲/۹۸۳]

یعنی اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کے دن میں دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ بندوں کو جہنم کی آگ سے نجات دیتا ہے۔

یوم عرفہ کی تعیین:

آج کل یہ بات عوام میں کافی زیر بحث رہتی ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ ہم کس دن کو رکھے کیونکہ عموماً جب پاکستان میں ۹ ذوی الحجہ کا دن ہوتا ہے تو اُسی دن سعودی عرب میں عید الاضحیٰ ہوتا ہے۔ اور وہاں جب وقوف عرفات کا دن ہوتا ہے تو یہاں آٹھویں ذی الحجہ کا دن رہتا ہے لہٰذا یہ تشویش ہوتی ہے کہ اگر ہم نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھیں تو جس دن حجاج کرام عید مناتے ہیں اور عید کے دن تو روزہ رکھنا جائز نہیں اور جس دن وہاں عرفہ ہوتا ہے تو یہاں آٹھواں ذی الحجہ ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں کیا کیا جائے؟

اس کا آسان جواب یہ ہے کہ احادیث اور فقہاء کی آراء سے جو فضیلت ثابت ہے وہ نویں ذی الحجہ کی ہے۔ اب اس میں ہر ملک کی رؤیت کا الگ اعتبار ہے۔ ہمارے ملک میں جس دن نواں ذی الحجہ ہوگا اسی دن روزے رکھنا چاہیے کیونکہ ہمارے ملک میں رؤیت ہلال کے لیے ملکی اور علاقائی سطح پر کمیٹیاں بنائی گئیں ہیں اب یہ کہنا کہ سعودی عرب میں عید ہے تو یہاں روزہ رکھنا جائز نہیں یہ بات غلط ہے۔ اُن کے حساب اور رؤیت کے مطابق اُن کا عید ہوتا ہے۔ ہماری رؤیت اور حساب کے مطابق تو ہمارا عید نہیں ہوتا، لہٰذا عرفہ کا روزہ اپنی رؤیت اور حساب کے مطابق نویں ذی الحجہ ہی کو رکھنا چاہیے۔ چنانچہ الموسوعۃ الفقیہ میں ہے:

اِتَّفَقَ الْفُقَهَآءُ عَلٰى اِسْتِحْبَابِ يَوْمِ عَرَفَةٍ لِغَيْرِ الْحَاجِّ وَهُوَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ مِنْ ذِى الْحَجَّةِ۔

''فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ غیر حاجی کے لیے مستحب ہے اور یوم عرفہ نویں ذی الحجہ ہی کو ہے۔

لہٰذا روزہ رکھنا نویں ذی الحجہ ہی کے دن رکھنا چاہیے اور اس میں ہر ملک اور علاقے کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

تکبیرات تشریق:

تکبیرات تشریق یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں ذی الحج کی عصر تک ہر نماز کے بعد پڑھنا مفتیٰ بہ قول کے مطابق واجب ہے۔ بعض لوگ تین دفعہ پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہیں جو غلط ہے، ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

تکبیرات تشریق مرد ، عورت ، مقیم ومسافر سب پر واجب ہیں :

مذکورہ تاریخوں میں تکبیرات تشریق کا پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے، شہری اور دیہاتی، مقیم اور مسافر، مرد اور عورت سب پر واجب ہے۔ البتہ مرد متوسط بلند آواز سے پڑھے اور عورت آہستہ۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

تکبیرات کہنا بھول گیا تو کیا کرے ؟:

تکبیرات بھول جانے کی صورت میں سلام کے متصل بعد اگر نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا تو یاد آنے پر تکبیرات کہہ دینی چاہئیں اور اگر نماز کے منافی کوئی کام کر لیا، مثلاً آواز کے ساتھ ہنس پڑا، عمداً وضوء توڑ دیا، عمداً یا سہواً کلام کر لیا، مسجد سے نکل گیا، میدان میں نماز پڑھی اور صفوں سے باہر نکل گیا تو تکبیرات فوت ہو گئیں۔ اب کہنے سے واجب اداء نہیں ہو گا، اس پر استغفار ضروری ہے۔

فوت شدہ نماز کی قضاء کے بعد تکبیرات:

امام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال ایام تشریق میں قضاء کرے تو اس کے بعد بھی تکبرات تشریق کہنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایام تشریق سے پہلے کی کوئی نماز ایام تشریق میں قضاء کرے یا ایام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز ایام تشریق کے بعد قضاء کرے تو تکبیرات نہ کہے۔

فلسفۂ تکبیرات تشریق :

تکبیراتِ تشریق پانچ دن تک ہر نماز کے بعد کیوں کہی جاتی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت دلوں میں پختہ ہو۔ جس ذات کی دل میں عظمت ہوتی ہے آدمی اس کے کسی حکم سے سرتابی نہیں کرتا

، ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے، بلکہ اس کے اشاروں پر چلتا ہے، اس کی چاہت کو مد نظر رکھ کر ہی عمل کرتا ہے۔ اس کے مقابل ہے میں کسی کے حکم، کسی کے خوف وملامت، کسی کی محبت کو خاطر میں نہیں لاتا اور دل میں جس کی عظمت نہیں ہوتی، آدمی اس کے بار بار کے حکم کی بھی پروا نہیں کرتا۔

تکبیراتِ تشریق ہوں یا اذان واقامت اور نماز کی تکبیرات، ان میں بار بار مسلمانوں کو جھنجوڑا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دلوں میں بٹھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں نفس وشیطان، اعزہ واقارب، دوست احباب کسی کی بات نہ مانو۔ عظمت وکبریائی تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے، صرف اسی کی اطاعت کرو اور اس کی اطاعت میں آنے والی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرو۔

یہ حقیقت پیش نظر رکھ کر یہ تکبیرات کہنے چاہئیں، پھر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت دل میں پیدا ہو رہی ہے یا محض طوطے کی طرح رٹے رٹائے بول بولے جارہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوٹ رہی ہے اور آخرت کی فکر دل میں پیدا ہو رہی ہے یا دن بدن دنیا کی ہوس میں اضافہ ہو رہا ہے؟

یاد رکھیئے! جسمانی امراض کے نسخوں سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کی نیت وارادہ نہ بھی کرے تو بھی فائدہ ہو جاتا ہے، مگر روحانی امراض کے جو نسخے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں ان سے شفاء حاصل کرنے کا قصد وارادہ ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ بار بار اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا زبان سے اقرار کرنے کا دل پر اثر نہ ہو۔

عیدین

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں، جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں، ساتھ دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ سب گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی لیے انسانوں کا کوئی بھی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن متعین نہ ہوں۔

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں :

ایک عید الفطر، دوسرا عید الاضحیٰ۔ بس یہی مسلمانوں کے اصلی مذہبی وملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات پر مبنی ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اُس وقت سے شروع ہوتی ہے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اس وقت سے ہی شروع ہوا ہے۔

جیسا کہ سب کو علم میں ہے کہ عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ کو۔ رمضان المبارک دینی وروحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا، اس پورے مہینے کے روزے امت مسلمہ پر فرض کئے گئے، اس کی راتوں میں ایک مستقل باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا اور ہر طرح کی نیکیوں میں اضافے کی ترغیب دی گئی۔ الغرض یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ اور ہر طرح کی طاعات وعبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس مہینے کے خاتمے پر جو دن آئے ایمانی اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے اس امت کے جشن ومسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے، چنانچہ اسی دن کو عید الفطر قرار دیا گیا۔

جبکہ ۱۰ ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے جس میں امت مسلمہ کے موسس ومورث اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم واشارہ پا کر اپنے لخت جگر سیدنا اسمٰعیل علیہ

السلام کو ان کی رضامندی سے قربانی کے لیے اللہ کے حضور پیش کرتے ہوئے ان کے گلے پہ چھری رکھ کر اپنی سچی وفاداری اور کامل تسلیم ورضا کا ثبوت دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عشق و محبت اور قربانی کے اس عظیم امتحان میں ان کو کامیاب قرار دیتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زندہ وسلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمالی تھی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر "اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا" کا تاج رکھ دیا۔ پھر ان کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کے لیے "رسم عاشقی" قرار دے دیا گیا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جاسکتا ہے تو اس امت مسلمہ کے لیے، جو کہ ملت ابراہیمی کی وارث اور اسوہ خلیلی کی نمائندہ امت ہے، ۱۰ ذی الحجہ کو قرار دیا گیا۔ جس وادی غیر ذی زرع میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا یہ منفرد واقعہ پیش آیا تھا اسی وادی میں پورے عالم اسلامی کے حج کا سالانہ اجتماع اور اس کے مناسک قربانی کا یہ واقعہ گویا اصل اور اول درجے کی یادگار اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عید الاضحیٰ کی تقریبات نماز اور قربانی وغیرہ بھی اسی کی گویا نقل اور دوم درجہ کی یادگار ہے۔ بہر حال ان دونوں (یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ) کی ان خصوصیات کی وجہ سے ان کو یوم العید اور امت مسلمہ کا تہوار قرار دیا گیا۔

حضرت امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ: مسلمانوں کی مسرت وخوشی کا دن اور تہوار محض لہو لعب نہیں بن سکتا بلکہ ملت ابراہیمی کے شعائر کو زندہ کرنے اور اللہ کے اطاعت اور جذبہ سے سرشار مسلمانوں کے ایام خوشی میں دوگانہ نماز عید رکھی جس میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ مومن کی خوشی کی انتہاء یہی ہے کہ اس کی پیشانی اپنے خالق ومالک کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے اور وہ صدقہ فطر اور قربانی جیسے احکام کے ذریعے اپنے مسلمان بھائیوں سے اپنی محبت وہمدردی کا اظہار کرے۔

عید کا لغوی واصطلاحی تعریف:

عید کا اصل عود ہے یعنی لوٹنا۔ چونکہ اللہ کے احسانات وانعامات ہر سال انہی ایام میں بار بار لوٹ کر آتے ہیں اسی نیک فالی کی وجہ سے اس کو عید کہتے ہیں۔

اور اصطلاح میں شوال کی یکم کو عید الفطر اور ذی الحجہ کی دس تاریخ کو عید الاضحیٰ کہتے ہیں۔

عید الفطر کی سنتیں:

۱۔ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل میٹھی چیز کھانا، بہتر ہے کہ کھجور کھالے۔

۲۔ عید گاہ جانے سے قبل غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، اچھا لباس پہننا۔
۳۔ نماز سے پہلے صدقہ فطر دینا۔
۴۔ چہرے پر مسکراہٹ، تازگی اور خوشی کا اظہار کرنا۔
۵۔ عام معمول سے صبح سویرے اٹھنا۔
۶۔ عید گاہ کی طرف پیدل چلنا۔
۷۔ عید گاہ جاتے ہوئے تکبیرات پڑھنا چاہے جہراً ہو یا چھپکے سے۔
۸۔ عید گاہ پہنچتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا، وقار و عزت سے بیٹھنا۔
۹۔ جس راستے سے عید گاہ گیا ہو اس راستے سے نہ آنا بلکہ راستہ بدل کر آنا۔
۱۰۔ عید کے دن مسلمانوں سے ملتے وقت دعائیہ کلمات کہنا جس میں عید کی مبارکباد بھی ہو۔
۱۱۔ عید الفطر کے خطبے میں صدقہ فطر کے احکامات بیان کرنا۔

عید الاضحیٰ کی سنتیں:

عید الاضحیٰ کے باقی احکام تو عید الفطر ہی کی طرح ہیں البتہ چند امتیازی احکام یہ ہیں:

۱۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر سنت یہ ہے کہ عید کی نماز تک کچھ نہ کھایا جائے بلکہ مستحب تو یہ ہے کہ قربانی کا گوشت اس کا پہلا خوراک ہو۔
۲۔ عید الاضحیٰ کے دن تکبیرات بلند آواز سے پڑھنا۔
۳۔ عید الاضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے احکام کا تذکرہ کرنا۔

نماز عید

نماز عیدین کے وجوب اور صحت کے شرائط:

نماز عیدین کے وجوب اور صحت کے لیے وہی شرائط ہیں جو کہ جمعہ کے لیے ہیں البتہ ایک شرط ایسی ہے جو نماز جمعہ کے لیے تو شرط ہے تاہم عیدین کی نماز کے لیے شرط نہیں ہے اور وہ ہے خطبہ یعنی خطبہ نماز جمعہ کے لیے شرط ہے جبکہ عیدین کے لیے سنت ہے اسی لیے جمعہ کی نماز سے پہلے جبکہ عیدین کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔

نماز عیدین کے شرائط وجوب یہ ہیں کہ مسلمان عاقل، بالغ، آزاد، مذکر، مقیم، خوف سے پُر امن اور آنکھوں اور ٹانگوں سے صحیح ہو یعنی نابینا اور معذور نہ ہو۔

جبکہ نماز عیدین کے شرائط صحت مصر یعنی شہر یا فنائے مصر، سلطان یا اس کا نائب ہو، وقت، جماعت اور اذنِ عام ہے۔

نماز عید کے احکام و مسائل

عیدگاہ شہر سے باہر ہونا مسنون ہے:

رسول اللہ ﷺ کی نمازِ عید ہمیشہ شہر سے باہر نکل کر اداء فرماتے تھے، صرف ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے باہر تشریف نہیں لے جاسکے۔ اس لیے عید گاہ کا شہر سے باہر ہونا سنت اور اس طرح کے اس اجتماع عظیم میں شوکت اسلام کا مظاہرہ بھی ہے۔ مگر چونکہ بڑے بڑے شہروں میں باہر نکل کر عید کی نماز پڑھنا مشکل ہے ، اس لیے شہر کے اندر بڑے میدان یا بوقت ضرورت مسجد میں نماز اداء کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ مگر حتی الامکان محلے میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات کی بجائے ایک ہی مقام پر بڑے اجتماع کی کوشش کی جائے۔

نماز عید سے قبل نفل پڑھنا مکروہ ہے:

نماز عید سے پہلے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ میں۔ حتیٰ کہ عورت بھی گھر میں نفل پڑھنا چاہے تو نماز عید کے بعد پڑھے۔ نماز عید کے بعد فقط عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ جبکہ گھر میں پڑھ سکتے ہیں۔

نماز عید سے پہلے قضاء نماز پڑھنا جائز ہے :

قضاء نماز عید سے پہلے گھر میں پڑھ سکتے ہیں، اگر کسی کی اسی روز کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی تو نماز عید سے پہلے اس کی قضاء پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگرچہ صاحب ترتیب کے لیے اسے نماز عید سے پہلے پڑھنا ضروری بھی نہیں، فجر پڑھے بغیر بھی اس کی نماز عید درست ہے۔ اسی طرح سابقہ نمازوں کی قضاء بھی نماز عید سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے، مگر بہتر ہے کہ نماز عید کے بعد پڑھی جائے۔

نماز عید کا وقت:

آفتاب طلوع ہو کر بقدر نیزہ بلند ہو جائے تو نماز عیدین کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب ڈھلنے سے پہلے پہلے تک (جب تک آفتاب عین سر پر نہ آجائے) رہتا ہے، اگر دوران نماز وقتِ مذکورہ ختم ہو گیا تو نماز

عید نہ ہوئی بلکہ یہ رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

مستحب یہ ہے کہ نماز عید الاضحیٰ جلد اداء کی جائے تاکہ لوگ جلد قربانی کر سکیں اور نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اداء کی جائے تاکہ لوگ نماز سے پہلے صدقہ الفطر اداء کر سکیں۔

خطبۂ عید کا مستحب طریقہ :

خطبہ عید کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے خطبے کی ابتداء میں نو بار، دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات بار اور بالکل آخر میں چودہ بار مسلسل تکبیرات یعنی "اللہ اکبر" کہا جائے۔ خطبہ میں تکبیرات تشریق نہ کہنا یا ایک دوبار کہنا کہنا خلاف اولیٰ ہے۔

نماز عید پہلے روز اگر اداء نہ کی جاسکی :

اگر شدید بارش وغیرہ کسی بھی عذر سے نماز عید الفطر پہلے روز اداء نہ کی جاسکی یا پڑھنے کے بعد وقت گذرنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز نہیں ہوئی تھی، مثلاً امام کا وضوء نہ تھا۔ وقت نکل جانے کے بعد پڑھی گئی تو دوسرے روز زوال آفتاب سے پہلے اداء کی جائے۔ اگر کسی عذر سے تیسرے روز تک موخر ہو گئی تو اب نماز پڑھنی جائز نہیں۔ اگر بلا عذر دوسرے روز تک موخر کی گئی تو بھی پڑھنی جائز نہیں، البتہ نماز عید الاضحیٰ کسی عذر سے رہ گئی تو تیسرے روز بھی زوال تک اداء کی جاسکتی ہے۔ بلا عذر بھی موخر کی گئی تو بھی تیسرے روز پڑھی جاسکتی ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

نماز عید کا طریقہ :

صفیں اچھی طرح درست کرنے کے بعد دل میں یہ نیت کریں کہ اس امام کی اقتداء میں نماز عید اداء کرتا ہوں۔ زبان سے نیت کے کوئی مخصوص الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسے ضروری سمجھنا بدعت ہے۔

نماز عید دو رکعت ہے :

نماز عید دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں تین تین تکبیرات زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قراءت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد رکوع سے پہلے۔ تمام تکبیرات میں کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی رکعت میں دو زائد تکبیرات میں ہاتھ پیچھے چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت کی تینوں زائد تکبیرات میں ہاتھ کانوں تک لے جا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئی رکوع میں جائیں۔

نمازعید ادا کرنے سے متعلق مسائل واحکام

عید کی نماز کے لیے جماعت شرط ہے:

نماز عید کے لیے کم از کم تین آدمیوں کی جماعت شرط ہے لہٰذا اگر کوئی شخص نماز عید کی جماعت میں نہ پہنچ سکا تو وہ اکیلا اس کی قضاء نہیں پڑھ سکتا، البتہ اگر گھر لوٹ کر چار رکعت نفل پڑھ لے تو بہتر ہے۔

نماز عیدین کی واجبات:

نماز عیدین میں بقیہ تمام احکام میں دوسری نمازوں کی طرح ہیں صرف تین چیزوں میں مختلف ہیں یعنی درج ذیل تین چیزیں اس میں ضروری ہیں: ۱۔ جماعت ۲۔ جہر اقرأت ۳۔ تکبیرات زوائد

کئی آدمیوں کی نماز عید رہ گئی:

اگر کئی آدمیوں کی نماز عید رہ گئی تو کسی دوسری مسجد یا عید گاہ میں جہاں پہلے عید کی نماز نہ ہوئی ہو اپنی الگ جماعت کر کے نماز عید پڑھ سکتے ہیں۔ ایسی مسجد یا عید گاہ نہ ملے تو کسی دوسری جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

جس کی تکبیرات رہ گئیں :

جو شخص امام کی تکبیرات سے فارغ ہو کر قراءت شروع کرنے کے بعد پہنچا وہ نیت باندھ کر پہلے زائد تکبیرات کہہ لے۔ امام کو رکوع میں پایا تو اگر رکوع نکل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع ہی میں تینوں تکبیرات کہہ لے اور رکوع کی تسبیح "سبحان ربی العظیم" بھی پڑھ لے۔ دونوں کا جمع کرنا ممکن نہ ہو تو صرف تکبیرات کہے، تسبیحات چھوڑ دے۔ تکبیرات واجب اور تسبیحات سنت ہیں، اگر تکبیرات پوری کہنے سے پہلے ہی امام نے رکوع سے سر اُٹھالیا تو بقیہ تکبیرات چھوڑ کر امام کا اتباع کرے۔

امام کو دوسری رکعت کے رکوع میں پایا:

اگر امام کو دوسری رکعت میں پایا تو بعینہٖ وہی تفصیل ہے جو اوپر درج کی گئی۔ البتہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب فوت شدہ رکعت اداء کرے گا تو پہلے قراءت کرے پھر تکبیرات کہے۔

جس کی دونوں رکعتیں نکل گئیں:

اگر کسی کی دونوں رکعتیں نکل گئیں ہوں لیکن سلام پھیرنے سے پہلے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو گیا تو

امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر حسب قاعدہ دونوں رکعتیں پڑھے اور تکبیرات اپنے اپنے مقام پر یعنی پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قراءت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد رکوع سے پہلے کہے۔

دوسری رکعت میں تکبیرات کو قراء ت سے مؤخر کرنا واجب نہیں :

دوسری رکعت میں تکبیرات زائدہ کو قراءت سے موئخر کرنا اولی ہے، واجب نہیں۔ لہٰذا اگر امام نے غلطی سے یہ تکبیرات قراءت سے پہلے کہہ دیں تو بھی نماز بلا کراہت ہو گئی۔

امام تکبیرات بھول کر رکوع میں چلاگیا :

اگر امام تکبیرات زائدہ بھول کر رکوع میں چلا گیا تو یاد آنے پر رکوع ہی میں یہ تکبیرات کہہ لے، رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف نہ لوٹے۔ لیکن اگر امام رکوع چھوڑ کر لوٹ آیا اور تکبیرات کہہ کر پھر رکوع کر لیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

نماز عید میں سجدہ سہو:

عام نمازوں کی مانند جمعہ وعیدین میں بھی ترک واجب و تاخیر فرض سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، لیکن نماز جمعہ وعیدین میں بلکہ کسی بھی نماز میں مجمع بہت زیادہ ہو اور سہو کرنے سے لوگوں میں فساد وانتشار یا الجھن میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کیا جائے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو سجدہ سہو کیا جاسکتا ہے۔

خطبہ سننا واجب ہے: سلام کے بعد تکبیرات تشریق پڑھیں پھر اطمینان سے بیٹھ کر خطبہ سنیں، خطبہ دینا اگرچہ سنت ہے تاہم اس کا سننا واجب ہے۔

جو شخص بیرون ملک نماز عید پڑھ کر آیا:

اگر کوئی شخص کسی بیرونِ ملک میں نماز عید پڑھ کر آیا ہو تو وہ پاکستان پہنچ کر نماز عید کی امامت کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ عید کی امامت نہ کرے بلکہ بصورت اقتداء نماز عید اداء کرے۔

عید الاضحیٰ کی قربانی

لغوی واصطلاحی تعریف:

قربانی کو اضحیہ کہتے ہیں، لغت میں اُضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کی قربانی ہو رہی ہوتی ہے اور اسی مناسبت سے قربان والی عید کو عید الاضحی کہتے ہیں۔

اصطلاح شریعت میں قربانی کا مطلب ایک مخصوص عمر والے مخصوص جانور کا نام ہے جس کو ایک مخصوص دن پر شرائط کی موجودگی میں ذبح کرتے ہیں۔

قربانی کی فضیلت واہمیت:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاعَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ بِالْاَرْضِ فَطَيِّبُوْا بِهَا نَفْسًا۔

[رواہ الترمذی وابن ماجہ]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عید الاضحیٰ کے دن فرزند آدم کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، پس اے خدا کے بندوں دل کی پوری خوشی سے قربانیاں کیا کرو۔''

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ ، قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔

[رواہ احمد وابن ماجۃ]

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحابؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ان قربانیوں کی کیا حقیقت اور تاریخ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے (روحانی اور نسلی) مورث سیدنا ابراہیم السلام کی سنت ہے (یعنی سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا اور وہ کیا کرتے تھے، ان کی اس سنت اور قربانی کے اس عمل کی پیروی کا حکم مجھ کو اور میری امت کو بھی دیا گیا ہے) صحابہؓ نے عرض کیا: اس میں ہمارے لیے کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی: انہوں نے عرض کیا: تو کیا اون کا بھی یا وہ جانور جس کی کھال پر گائے، بیل یا بکری کی طرح کے بال نہیں ہوتے بلکہ اون ہوتا ہے، اور یقیناً ان میں سے ایک ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں بال ہوتے ہیں، تو کیا ان اون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی ہر بال کے عوض ایک نیک کی شرح سے ملے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی طرح اور اسی حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی۔''

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ

[رواہ الترمذی]

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہجرت کے بعد) مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرمایا، اور آپ برابر (ہر سال) قربانی کیا کرتے تھے۔''

قربانی نہ کرنے پر وعید:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا [احمد، ابن ماجة، ابو یعلیٰ، حاکم]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔''

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ

[رواہ الترمذی]

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہجرت کے بعد) مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرمایا، اور آپ برابر (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔''

قربانی اور روشن خیالی

اس دَور کے فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ یہ ہے کہ مغرب سے مرعوب ذہنی غلامی کا شکار ایک مخصوص طبقہ دین اسلام کے یقینی طور پر ثابت شدہ احکام وشعائر کو مسلمانوں کی مادی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ سمجھ کر ان میں قطع وبرید اور ردوبدل کے درپے رہتا ہے اور جہاں اس سے بھی کام بنتا نہیں دیکھتا تو سرے سے انکار کر بیٹھتا ہے۔ یوں امت مسلمہ کے درد اور خیر خواہی کے پردوں میں الحاد کا بہت بڑا دروازہ کھل جاتا ہے اور جاہل عوام احکام اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

ایسے حالات میں عوام پر لازم ہے کہ وہ دینی مسائل میں اس جدید تعلیم یافتہ مغرب زدہ طبقہ، جو سرے سے دین کے مبادیات سے ہی جاہل ہے، کی بے سروپا باتوں پر کان دھرنے کی بجائے مستند علماء سے مضبوط تعلق قائم کریں اور احکام اسلام کے بارے میں ان سے رہنمائی حاصل کریں کہ یہ انہی کا منصب ہے۔

ایسے مسلمان کا مطمع نظر بہر کیف احکام الٰہیہ کی بجا آوری ہے، خواہ کسی حکم کی علت اس کی عقل کی ڈبیا میں آئے یا نہ آئے۔ بس اتنا کافی ہے کہ وہ حکم اور عمل قابل قبول دلیل یعنی دلیل شرعی سے ثابت ہو۔

قربانی ایک مستقل واجب عبادت بلکہ شعائر اسلام میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں ہر سال قربانی فرمائی۔ حضرات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ وتبع تابعینؒ اور آئمہ مجتہدینؒ واسلاف رحمہم اللہ غرض پوری امت کا متوارث ومسلسل عمل بھی قربانی کرنے کا ہے۔ آج تک ان میں سے کسی نے نہ اسے حج اور مکہ معظمہ کے ساتھ خاص سمجھا ہے اور نہ صدقہ وخیرات کو اس کے قائم مقام سمجھا ہے۔ قربانی کے بارے میں جتنی آیات واحادیث ہیں وہ سب جانوروں کا خون بہانے سے متعلق ہیں، نہ کہ صدقہ وخیرات سے متعلق۔ نیز ان میں حج اور مکہ معظمہ کی کوئی تخصیص نہیں، بطورِ نمونہ چند آیات واحادیث ملاحظہ ہوں:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ [حج: ۳۴]

ترجمہ: ہم نے (جتنے اہل شرائع گزرے ہیں ان میں سے) ہر امت میں قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا

تھا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطاء فرمائے۔

امام ابن کثیر و امام رازیؒ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ خون بہا کر جانوروں کی قربانی کا دستور شروع دن سے ہی تمام ادیان و مذاہب میں چلا آرہا ہے۔

[تفسیر ابن کثیر: ۳/۲۲۷، تفسیر کبیر: ۳/۳۴]

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ۔ [حج:٦٧]

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لیے ذبح کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے کہ وہ اس طریقہ پر ذبح کرتے تھے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ [کوثر: ۲]

ترجمہ: سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور (اسی کے نام کی) قربانی کیجیے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا۔ [احمد، ابن ماجة، ابو یعلیٰ، حاکم]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔''

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ

[رواہ الترمذی]

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے بعد) مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرمایا، اور آپ برابر (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔''

ان آیات و احادیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

☆ صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے اور استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ اس کا عید گاہ کے قریب آنا بھی پسند نہ فرمایا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ۱۰ سال میں ہر سال قربانی فرمائی، حالانکہ حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف آخری سال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ قربانی، حج کے ساتھ خاص نہیں ہے اور نہ مکہ معظمہ کے ساتھ، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدنہ منورہ میں ۹ سال قربانی کیوں فرماتے؟

☆ قربانی سے مقصد محض ناداروں کی مدد نہیں جو صدقہ و خیرات سے پوری ہو جائے، بلکہ قربانی میں

مقصود جانور کا خون بہانا ہے۔ یہ عبادت اسی خاص طریقہ سے ادا ہو گی، محض صدقہ وخیرات کرنے سے نہ تو یہ عبادت ادا ہو گی، نہ اس کے مطلوبہ فوائد و ثمرات حاصل ہوں گے۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں غربت وافلاس دور حاضر کی نسبت زیادہ تھا۔ اگر جانور ذبح کرنا مستقل عبادت نہ ہوتی تو وہ حضرات جانور ذبح کرنے کی بجائے ناداروں کے لیے چندہ جمع کرتے یا اتنی رقم رفاہ عامہ کے کاموں میں صرف فرماتے۔ قربانی کی بجائے صدقہ وخیرات کا مشورہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی نادان یہ مشورہ دے کہ آج سے نماز، روزہ کی بجائے اتنا صدقہ کر دیا جائے، ظاہر ہے کہ اس سے نماز، روزہ کی عبادت ہر گز اداء نہ ہو گی سو اسی طرح صدقہ وخیرات سے قربانی کی مستقل عبادت بھی ادا نہ ہو گی۔

ابتداء میں جیسا کہ مذکور ہو چکا کہ در حقیقت قربانی حضرت ابراہیمؑ کے اس عظیم الشان عمل کی یادگار ہے جس میں انہوں نے حکم الٰہی کی تعمیل میں اپنے لختِ جگر کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا تھا اور ہونہار فرزند حضرت اسماعیلؑ نے بھی بلا چوں وچرا حکمِ الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے ذبح ہونے کے لیے اپنی گردن پیش کر دی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرما کر ان کی جگہ دنبے کو فدیہ بنا دیا تھا، تو آج اس طریقے پر ذبح کر کے ہی عمل ہو سکتا ہے۔ محض صدقہ وخیرات سے اس عمل کی یاد تازہ نہیں ہو سکتی۔

نیز حافظ ابن کثیر وامام رازی رحمہما اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام عطاء، امام مجاہد، امام عکرمہ، امام حسن بصری، امام قتادہ، امام محمد بن کعب قرظی، امام ضحاک رحمہم اللہ وغیرہم کا قول نقل کیا ہے کہ مشرکین عرب غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا کرتے تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اپنے رب کے نام پر جانور ذبح کریں۔ [تفسیر ابن کثیر: ۴/۷۲۴]

اس بناء پر جانور ذبح کر کے ہی اس حکم الٰہی کو پورا کیا جا سکتا ہے، صدقہ وخیرات اس کا بدل ہر گز نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ اس دینِ حق کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو مستند علماء کرام سے ہی دین حق کی رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (واللہ العاصم من جمیع الفتین وھو الموفق لما یحب ویرضیٰ)

قربانی سے کیا سبق حاصل کیا جائے ؟

☆ قربانی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس عظیم الشان عمل کی یادگار ہے، اس کا دل

ودماغ میں استحضار کیا جائے اور اس حقیقت کو سوچا جائے کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا جوئی کے لیے تھا۔ اور یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ اگر بیٹے ہی کو ذبح کرنے کا حکم باقی رہتا تو ہم بخوشی اس کی تعمیل کرتے۔ ہر والد کا جذبہ یہ ہو کہ میں ضرور اپنے لخت جگر کو قربان کرتا اور ہر بیٹے کا جذبہ یہ ہو کہ میں قربان ہونے کے لیے بدل وجان راضی ہوتا اور یہ عزم ہونا چاہیے کہ اگر یہ حکم آج نازل ہو جائے تو ہم اس میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کریں گے۔

☆ قربانی کی اصل روح اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کردے۔ جانور ذبح کرکے قربانی دینے کے حکم میں یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں تمام خواہشات نفسانیہ کو ایک ایک کرکے ذبح کرو۔ اگر کوئی شخص جانور کی قربانی تو بڑے شوق سے کرتا ہے، مگر خواہش نفس اور گناہوں کو نہیں چھوڑتا، نہ ہی اس کی فکر ہے تو اگرچہ واجب تو اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا، مگر قربانی کی حقیقی روح سے محروم رہا۔ اس لیے قربانی کی ظاہری صورت کے ساتھ ساتھ اس کی حقیقت و مقصود کو حاصل کرنے کا عزم، کوشش اور دُعا بھی جاری رہنا چاہیے۔

☆ حضرت ابراہیمؑ نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی، بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارا جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فوراً اسکی تعمیل کی۔ جان ومال، ماں باپ، وطن ومکان، لخت جگر غرض سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان فرمایا۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہیے کہ دین کا جو بھی تقاضا اور جو بھی حکم سامنے آئے اس پر عمل کر گزریں گے۔ اپنے اعزہ واحباب، بیوی بچوں، ماں باپ، خاندان، قوم کسی چیز کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں ترجیح نہیں دیں گے۔ ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروانہ چاہیے　　مد نظر تو مرضی جاناں چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ　　کیا کیا کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

☆ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرما کر دنبے کو حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ بنا دیا اور اس بنا پر اب بیٹے کی قربانی کا حکم نہیں ہے، مگر جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان اور اولاد کو قربان کرنے کا حکم تو ہمیشہ کے لیے ہے۔ جہاد تو قیامت تک جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار

جہاد کا حکم فرمایا اور آج یہ حکم پوری تاکید کے ساتھ امت مسلمہ کی طرف متوجہ اور مخاطب ہے۔ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس آواز پر لبیک کہے اور دنیا بھر کی مظلوم ماؤں بہنوں کی سسکیوں پر کان دھرنے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان کی بازی لگانے کی تڑپ دل میں پیدا کرے؟؟؟

شرائط وجوب قربانی:

قربانی چھ شرطوں سے واجب ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱: مسلمان ہونا، غیر مسلم پر قربانی نہیں۔

۲: مقیم ہونا، مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۳: آزاد ہونا، غلام پر قربانی واجب نہیں۔

۴: بالغ ہونا، نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔

۵: عاقل ہونا، مجنون پر قربانی واجب نہیں۔

۶: صاحب نصاب ہونا، مسکین پر قربانی واجب نہیں۔

مذکورہ شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں:

مذکورہ شرائط کا قربانی کے پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ وقت وجوب کے آخری جزء میں بھی اگر یہ شرطیں پائی گئیں تو اس پر قربانی واجب ہے۔ یعنی اگر ۱۲ ذی الحجہ کی شام کو غروب آفتاب سے ذرا پہلے کوئی کافر مسلمان ہو گیا، یا مسافر وطن پہنچ گیا، یا غلام آزاد ہو گیا، یا بچہ بالغ ہو گیا، یا فقیر صاحب نصاب بن گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گئی، بشرطیکہ دوسری شرطیں بھی ان میں پائی جائیں۔ اس میں مرد و زن کا حکم یکساں ہے۔

آخر وقت میں کوئی شرط فوت ہو گئی:

اگر ابتداء ایام اضحیہ میں کسی پر قربانی واجب تھی، مگر آخر میں کوئی شرط فوت ہو گئی تو قربانی واجب نہیں رہی مثلاً: مالدار تنگ دست ہو گیا، یا مقیم مسافر بن گیا تو ان پر قربانی واجب نہیں رہی۔

قربانی کے ایام:

قربانی عید کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کے طلوع فجر سے لے کر بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب

یعنی مغرب کی آذان تک ہو سکتی ہے۔ ان تین دنوں میں قربانی جائز ہے تاہم پہلے دن کرنا افضل ہے۔

قربانی کا طریقہ:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَھُمَا بِیَدِہٖ وَسَمّٰی وَکَبَّرَ قَالَ رَاَیْتُہٗ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صَفَاحِھَا وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

[رواہ البخاری ومسلم]

''سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہی وسفیدی مائل رنگ کے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی، اپنے دست مبارک سے ان کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ واللہ اکبر'' پڑھا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ ﷺ اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھے ہوئے تھے اور زبان سے ''بسم اللہ واللہ اکبر'' کہتے جاتے تھے۔''

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مُوْجَوَئَیْنِ فَلَمَّا وَجَّھَھُمَا قَالَ: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ [رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ الدارمی]

وَفِیْ روایتہ لا حمدو ابی داؤد والترمذی ذَبَحَ بِیَدِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربان کے دن رسول اللہ ﷺ نے سیاہی وسفیدی مائل سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ ﷺ نے ان کا رخ صحیح قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی: ''اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ۔۔۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ''

''میں نے اپنا رخ اس اللہ کی طرف کر لیا جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے طریقہ ابراہیم پر ہر طرف سے یکسو ہو کر۔ اور میں شریک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، میری نماز وعبادت اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہے اور

میں حکم ماننے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی طرف سے اور تیری ہی توفیق سے ہے اور تیرے ہی واسطے ہے، تیرے بندے محمد ﷺ کی، اس کی امت کی جانب سے بسم اللہ واللہ اکبر) یہ دعا پڑھ کر آپ ﷺ نے مینڈھے پر چھری چلائی اور اس کو ذبح کیا۔" [مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی] اور مسند احمد و سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں آخری حصہ اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے "اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ" کہنے کے بعد اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور زبان سے کہا: "بسم اللہ واللہ اکبر" (اے اللہ! یہ میری جانب سے اور میرے ان امتیوں کی جانب سے جنہوں نے قربانی نہ کی ہو)

تشریح: قربانی کے وقت رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرنا کہ: "میری جانب سے اور میری امت کی جانب سے، یا میرے ان امتیوں کی جانب سے جنہوں نے قربانی نہیں کی" ظاہر ہے کہ یہ امت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی انتہائی شفقت ورأفت ہے۔ لیکن ملحوظ خاطر رہے کہ اس کا مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے ساری امت کی طرف سے یا قربانی نہ کرنے والے امتیوں کی طرف سے بھی قربانی کر دی اور اب سب کی طرف سے ادا ہو گئی بلکہ اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ اے اللہ! اس کے ثواب میں میرے ساتھ میرے امتیوں کو بھی شریک فرما! ثواب میں شرکت اَور چیز ہے اور قربانی کا ادا ہو جانا دوسری چیز۔

قربانی کے وقت کی دعا

ذبح کرنے سے پہلے جو دعا منقول ہے وہ یہ ہے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ۔۔۔ الخ [مسند دارمی]

"میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا بیشک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو پالنے والا ہے سارے جہان کا۔ کوئی نہیں اُس کا شریک اور یہی مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلے فرماں بردار ہوں اے اللہ تیری طرف سے اور تیرے لیے۔"

اس دعا کے بعد بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ

''اے اللہ! مجھ سے قبول فرما جیسے کہ تو نے اپنے حبیب سیدنا محمد ﷺ اور خلیل سیدنا ابراہیم علیہم السلام سے قبول فرمایا ہے۔''

اس دعا کا ماخذ وہ حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ [بذل المجهود: ۴/ ۷۰]

''اے اللہ! محمد ﷺ وآل محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما۔''

قربانی کے مسائل واحکام

قربانی کرنے کے حوالے سے مسائل

شہر اور دیہات میں فرق:

شہر والوں کے لیے قربانی کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کو نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور دیہات والوں کے لیے صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے۔ اختتام میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے لیے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک وقت رہتا ہے۔ چنانچہ دیہات والے صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے بھی قربانی کرسکتے ہیں اور شہر والے نماز عید کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ شہر میں کسی بھی جگہ اگر عید کی نماز نہیں ہوئی تھی اور کسی شہری نے قربانی کردی تو قربانی نہیں ہوئی۔

مستحب وقت :

دیہات والوں کے لیے مستحب وقت یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد قربانی کریں اور شہر والوں کے لیے مستحب وقت یہ ہے کہ خطبہ عید کے بعد قربانی کریں۔ پہلا دن قربانی کے لیے سب سے افضل ہے، پھر دوسرے دن کا درجہ ہے، پھر تیسرے دن کا۔

پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکی :

اگر شہر میں کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھی جاسکے تو قربانی اتنی موخر کی جائے کہ نماز کا وقت گزر جائے یعنی زوال آفتاب تک انتظار کیا جائے۔ اگر نماز عید کسی عذر سے گیارہویں یا بارہویں کو پڑھی جائے تو قربانی نماز عید سے پہلے بھی کی جاسکتی ہے۔

کسی ایک جگہ نماز عید کا ہوجانا اضحیہ کیلیے کافی ہے :

اگر شہر میں متعدد جگہ نماز عید ہوتی ہے تو قربانی کی صحت کے لیے ایک جگہ نماز ہو جانا کافی ہے۔ ہر قربانی کرنے والے کا نماز عید پڑھ کر ہی قربانی کرنا ضروری نہیں۔ شہر میں سب سے پہلی نمازِ عید کے بعد کسی نے خود نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر دی تو جائز ہے۔

وقت میں فرق کس لحاظ سے؟

شہر اور دیہات کے درمیان جو وقت قربانی کا فرق بن گیا، یہ فرق قربانی کے لحاظ سے ہے نہ کہ قربانی کرنے والے کے اعتبار سے۔ لہذا اگر شہری نے اپنا جانور دیہات میں بھیج دیا تو نماز عید سے پہلے بھی اسے ذبح کیا جا سکتا ہے اور اگر دیہاتی نے اپنا جانور شہر میں بھیج دیا تو اسے نماز عید سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔

رات میں قربانی کرنا :

دسویں اور تیرہویں رات کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ گیارہویں اور بارہوں رات کو جائز ہے، مگر رات میں رگیں نہ کٹنے، یا ہاتھ کٹنے، یا اضحیہ کے آرام میں خلل کے اندیشہ سے ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

فقیر قربانی کے بعد مالدار ہوگیا:

اگر کسی فقیر نے قربانی کر دی، پھر آخر وقت میں مالدار ہو گیا، یعنی بقدر نصاب مال اسے حاصل ہو گیا تو راجح قول کے مطابق اس پر نئے سرے سے قربانی کرنا واجب ہے۔

حاجی مسافر ہو تو قربانی واجب نہیں :

اگر کوئی شخص ۸ ذی الحجہ سے پندرہ دن قبل مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو وہ مقیم ہے۔ اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے جسے وہ وہاں بھی ادا کر سکتا ہے اور اپنے وطن میں کسی کو وکیل بنا کر بھی ادا کر سکتا ہے اور اگر ۸ ذی الحجہ سے چودہ دن قبل یا اس سے بھی کم دن قبل مکہ مکرمہ پہنچا تو وہ مسافر ہے، اس پر قربانی واجب نہیں۔

واضح رہے کہ حج تمتع و قران کرنے والے پر بطور شکر الگ قربانی واجب ہوتی ہے، جس کا وہیں کرنا ضروری ہوتا ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے :

بعض دیندار لوگ بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ فرضیت زکوۃ اور وجوب قربانی کا نصاب ایک ہی ہے، اور ہم پر چونکہ زکوۃ فرض نہیں، لہذا قربانی بھی واجب نہیں ہوگی، حالانکہ دونوں کا نصاب الگ الگ

ہے۔زکوۃ چار قسم کے اموال پر فرض ہوتی ہے:

(۱) سونا (۲) چاندی (۳) نقدی (۴) مال تجارت

ان چار قسم کے اموال کے علاوہ جانوروں میں بھی زکوۃ فرض ہے، جس کا نصاب اور تفصیل الگ ہے۔ قربانی کے نصاب میں ان اشیاء کے علاوہ ضرورت سے زائد سامان کی قیمت لگانا بھی ضروری ہے۔

یاد رکھیں ٹی وی، وی سی آر جیسی خرافات، کپڑوں کے تین جوڑوں سے زائد لباس اور وہ تمام اشیاء جو محض زیب وزینت یا نمود و نمائش کے لیے گھروں میں رکھی رہتی ہیں اور سال بھر میں ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہوتیں، زائد از ضرورت ہیں اس لیے ان سب کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی۔

خلاصہ یہ کہ جس شخص کی ملک میں ساڑھے سات تولہ = ۸۷ء۴۷۹ گرام سونا یا ۵۲ تولہ = ۶۱۶ء۳۵ گرام چاندی یا نقدی یا مال تجارت یا ضروت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک یا ان پانچوں کا مجموعہ یا ان میں سے بعض کا مجموعہ ساڑھے ۵۲ تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہے اور ایسے شخص کے لیے زکوۃ یا صدقہ واجبہ لینا بھی جائز نہیں۔

ساڑھے ۵۲ تولہ یعنی ۶۱۶ء۳۵ گرام چاندی کی قیمت صرافوں سے اس وقت کے حساب سے معلوم کی جاسکتی ہے، چونکہ سونے چاندی کی قیمت بدلتی رہتی ہے، اس لیے کسی ایک دن کی قیمت لکھ دینا غلط فہمی کا باعث ہوگا۔

کسی کو دیا ہوا قرض بھی نقدی میں شمار ہوگا:

ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ جو رقم کسی کو قرض دے رکھی ہو اسے نصاب کا حساب لگاتے وقت شامل نہیں کرتے، حالانکہ جس قرض کے واپس ملنے کی توقع ہو اسے نقدی میں شمار کیا جائے گا، خواہ وہ نقدی کی صورت میں آپ نے کسی کو دیا ہو یا کوئی چیز فروخت کی ہو اور قیمت وصول نہ کی ہو۔

لیا ہوا قرض نکال کر نصاب کا حساب لگایا جائے:

بعض لوگ مقروض ہوتے ہیں، اس وجہ سے صاحب نصاب نہیں ہوتے مگر پھر بھی واجب سمجھ کر قربانی کرتے ہیں۔ حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر آپ مقروض ہیں تو زکوۃ کے نصاب میں چار اور قربانی کے نصاب میں پانچ قسم کے اموال کی قیمت لگائیں، پھر اس سے قرض کو تفریق کریں، قرض نکالنے کے بعد اگر بقیہ اموال بقدر نصاب ہیں تو آپ پر زکوۃ اور قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔ قرض خواہ یا اہل حقوق کے حقوق پامال کرکے قربانی کرنا جائز نہیں۔ اگر قربانی واجب نہ ہونے کے باوجود کسی کا حق تلف کئے بغیر قربانی

کرے، مقصود اللہ کی رضا ہو، نہ کہ فخر و نمود تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مختلف ناقص نصابوں کی صورت میں زکوٰۃ و قربانی کے وجوب کا مسئلہ

تمہید:

وہ چیزیں جن پر زکوۃ فرض ہوتی ہے وہ چھ قسم پر ہیں:

(۱) چاندی سونا اور ان کی بنی ہوئی تمام چیزیں مثلاً زیورات، برتن اور سکے وغیرہ۔

(۲) ہر قسم مال تجارت۔

(۳) نقد روپے خواہ ہر شکل میں ہو، نوٹ کی شکل میں ہو یا سیونگ سرٹیفیکیٹ، بانڈ یا سرکاری سند کی شکل میں۔

(۴) زمین کی پیداوار، غلہ یا پھل یا سبزی۔

(۵) مویشی (جانور) جو تجارت یا نسل بڑھانے یا دودھ حاصل کرنے کی غرض سے رکھے گئے ہوں۔

(۶) رکاز اور معدن یعنی زمین سے ملنے والے خزانے۔

الغرض سبزیوں اور جانوروں کا نصاب تو عند الاحناف متفق علیہ ہے، سونے چاندی اور عروض (سامان) کا نصاب بھی الگ الگ متفق علیہ ہے، تاہم جب کسی کے پاس یہ تینوں اشیاء (سونا، چاندی اور سامان یا نقد رقم) مقررہ نصاب سے ناقص (کم) نصاب میں موجود ہوں تو پھر ان اشیاء کا حساب لگانے کے لیے ان مختلف ناقص نصابوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر حساب لگایا جائے گا۔ اگر وہ مجموعہ کسی ایک نصاب کو پہنچ کر اس نصاب کے برابر ہو جائے تو تب زکوۃ یا قربانی واجب ہو گی۔ اب ان مختلف ناقص دو یا زیادہ نصابوں (اشیاء) کو ملانے اور باہم برابر کرنے کا طریقہ کیا ہو گا؟ تو اس میں علماء احناف ائمہ ثلاثہ کا آپس میں اختلاف ہے۔ امام صاحبؒ کا مذہب **ضم بالقیمت** کا ہے جو کہ نسبتاً آسان طریقہ ہے۔ مثلاً کسی کے پاس دو تولہ سونا، پانچ تولہ چاندی اور کچھ نقد ہے تو ان سب کی قیمتیں ملا کر اگر چاندی کی نصاب ساڑھے باون تولہ کی قیمت تک پہنچ سکتی ہیں تو زکوۃ اور قربانی واجب ہو گی ورنہ نہیں۔ چونکہ یہ طریقہ حساب کے اعتبار سے بھی آسان ہے اور **انفع للفقراء** بھی ہے لہٰذا عند الاحناف عام فتوی اسی پر ہے جبکہ صاحبین کے مذہب کے مطابق مختلف ناقص نصابوں کو ضم بالاجزء کے طریقے پر ملایا جائے گا۔ مثلاً کسی کے پاس آدھا تولہ سونا موجود ہو تو اس کے پاس

زکوۃ و قربانی واجب ہونے کے لیے 49 تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم موجود ہونا چاہیے کیونکہ 49 تولہ چاندی کی کمی پورا کرنے اور ساڑھے باون تولہ تک نصاب پہنچنے کے لیے آدھا تولہ سونا درکار ہے۔ مزید تفصیل آگے جدول کی شکل میں موجود ہے۔ اب احناف کے عام فتاوؤں کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کے قول ضم بالقیمت پر فتوی دینا ایک طرف تو انفع للفقراء ہے لیکن دوسری طرف اضر بالناس بھی ہے لہٰذا فی زمانہ اس پر فتوی دینے سے مشکلات پیدا ہوتے ہیں خصوصاوہ غریب مرد یا خواتین جن کے پاس ایک یا دو تولہ سونا اور چند روپے نقد یا کچھ چاندی موجود ہونے کی صورت میں زکوۃ اور قربانی فرض ہوگی، اس کے لیے وہ یا تو قرض لیں گے یا پھر فریضہ ادا کرنے کے لیے اسے اپنا سونا فروخت کرنا پڑے گا جبکہ قرض نہ لینے اور سونا چاندی فروخت نہ کرنے کی صورت میں پھر وہ گناہ گار ہوں گے۔ باقی امام ابو حنیفہؒ کا ضم بالقیمت پر فتویٰ دینے کی ایک یہ بھی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے زمانہ میں سونا چاندی دونوں مساوی طور پر ذریعہ تبادلہ تھے چنانچہ جب تک چاندی کی یہ حیثیت بر قرار رہی، سونے چاندی کی قیمت میں ایک قسم کا توازن تھا اور اب یہ صورتِ حال نہیں رہی۔ اب ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت میں غیر معمولی فرق آیا ہے اور سونے کے ایک نصاب میں چاندی کے کئی نصاب کا خرید ناممکن ہے۔ اگر سونا چاندی کی قیمت میں وہی مساوی تناسب ہوتا تو پھر امام صاحبؒ کا مذہب عین انصاف ہے جو کہ انفع للفقراء ہے، لیکن موجودہ دور میں دونوں (سونا چاندی) میں غیر معمولی تفاوت کی بدولت صاحبین کے قول پر عمل کرنے میں بڑی حد تک آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ مذکورہ بالا مذہب اگرچہ صاحبین کا ہے تاہم امام صاحب سے بھی ایک قول اسی مذہب کے مطابق منقول ہے۔

چنانچہ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں: ثم اختلفوا فی کیفیة الضم فقال ابو حنیفة یضم احدهما الی الآخر باعتبار القیمة وقال ابو یوسف و محمد باعتبار الاجزاء وهو احدی الروایتین عن ابی حنیفة۔ [مبسوط سرخسی، باب زکوۃ المال، ۲/ ۲۵۹]

اس کے علاوہ علامہ مرغینانی فرماتے ہیں: ثم یضم بالقیمة عند ابی حنیفة وعندهما بالاجزاء وهو روایة عنه۔ [الهدایة، فصل فی العروض، ۲/ ۴۲ مکتبة البشری]

آج کل کے بعض معاصرین علماء جن کو ان مشکلات کا ادراک ہوا اور باریک بینی سے اس مسئلہ کو پرکھا تو انہوں نے بھی صاحبین کے مذہب پر فتوی دینے کی ضرورت محسوس کی اور اسی کو اختیار کیا۔

چنانچہ مفتی عبدالقادر نعمانی صاحب مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

افتى الفقهاء على قول ابي حنيفة لأن قوله احوط۔۔۔۔وان قولهما ارفق بالناس فينبغي ان يفتى بقولهما في هذا الزمان وخصوصا في مسئلة الاضحية ترفقا بالنساء لأن اكثر النساء يوجد معهن شيئ من الذهب وهو يساوي نصاب الفضة باعتبار القيمة وهن لا يستعدن لبيع الذهب ولشراء الاضحية واذا كان الانضمام بالاجزاء فحينئذ يكون الحكم أسهل عليهن

[القول الراجح، ۱/ ۱۷۴]

حضرت مفتی غلام الرحمان صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور لکھتے ہیں: اس حوالے سے اگر علماء کرام امام ابو حنیفہ کے قول کی بجائے صاحبین کی رائے پر نظر رکھیں تو شاید اس سے مشکلات میں کچھ کمی محسوس ہو۔۔۔۔ مبسوط سرخسی اور ہدایہ وغیرہ میں امام ابو حنیفہؒ سے بھی اس قسم کا ایک قول مروی ہے۔۔۔۔اس لیے اپنے مذہب میں سے کسی مجتہد کے قول پر عمل کرنے میں زیادہ سہولت ہے۔[فتاوی عثمانیہ، ۳/۳۱۱]

مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں: مگر موجودہ حالات میں جب کہ ان دونوں کی قدر میں نمایاں فرق پیدا ہو گیا ہے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ..... صاحبین کی رائے اختیار کی جائے کہ سونے اور چاندی کے نصاب کا انضمام اجزاء کے لحاظ سے ہو نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔[جدید فقہی مسائل، ۲/۱۰۳]

چونکہ صاحبین کا مذہب **ضم بالاجزاء** کا ہے جو کہ حساب کے اعتبار سے سمجھنے میں قدرے مشکل ہے لہٰذا آسانی کے خاطر اس کو تفصیلا بیان کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ صورتِ مسئلہ میں ہمارے ساتھ دو نصاب ہیں، (۱) سونا (۲) چاندی، جبکہ عروض (سامان وغیرہ) یا نقد رقم کے لیے ہم سونا یا چاندی میں سے ایک نصاب مقرر کریں

گے چونکہ سونے اور چاندی میں چاندی کی قیمت انتہائی کم ہے لہٰذا اسی کو نصاب مقرر کیا جائے گا کیونکہ یہ انفع للفقراء ہے۔

سونے کی وہ مقدار جس پر زکوۃ و قربانی واجب ہوتی ہے بیس دینار (مثقال) ہے جس کی مقدار موجودہ وزن کے مطابق ساڑھے سات تولہ سونا بنتی ہے اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے جس کی مقدار آج کل کے حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی بنتی ہے۔

مذکورہ بالا تمہیدات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی کے پاس کئی ناقص نصاب ہوں مثلاً سونا، چاندی، سامان یا نقدی تو ان سب کو چاندی کے نصاب یا اس کے رقم پر لوٹائیں گے۔ اس کا طریقہ نیچے آرہا ہے۔

آج بتاریخ 09 اگست 2017ء فی تولہ چاندی کی قیمت: 800 روپے

اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت: 42000 روپے

پس معلوم ہوا کہ ہمارے پاس قربانی یا زکوۃ کا نصاب بحساب چاندی: 42000 روپے ہیں

اب اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ نقدی یا سامان یا چاندی ہے تو اس کو کیسے ملائیں گے؟ اس کا طریقہ صاحبین کے قول (ضم بالاجزاء) کے مطابق یہ ہے کہ ہم سونا سے چاندی بنائیں گے کیونکہ شریعت کی رو سے بیس دینار (ساڑھے سات تولہ) سونا اور دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ) چاندی کے برابر ہیں۔ لہٰذا جب ساڑھے سات تولہ سونا ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوا تو ایک تولہ سونا سات تولہ چاندی کے برابر ہو گیا۔ یعنی اگر کسی کے پاس ایک تولہ سونا ہے اور اس کو ہم چاندی میں تبدیل (Convert) کریں تو سات تولہ چاندی بن جائے گا۔ اب نصاب پورا کرنے کے لیے ہمارے پاس باقی چاندی، سامان یا نقدی اتنی ہونی چاہیے کہ ساڑھے پینتالیس تولہ چاندی کی رقم تک پہنچ جائے تاکہ ساڑھے باون تولہ چاندی کا نصاب پورا ہو جائے۔ آج بتاریخ 09 اگست 2017ء ساڑھے پینتالیس تولہ چاندی کی قیمت 3 6400 روپے ہے لہٰذا ایک تولہ سونا پاس ہونے کی صورت میں اس شخص کے پاس مزید 3 6400 روپے ہونا ضروری ہے۔ اس کے لیے

یہ مندرجہ ذیل جدول مد نظر رکھنا چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ کتنے تولہ سونا کے ساتھ کتنی رقم درکار ہے تاکہ نصاب پورا ہو سکے اور زکوۃ و قربانی واجب ہو۔ واللہ اعلم بالصواب وعلیہ الاعتماد۔

جدول

کسی کے پاس موجود سونا	مطلوب چاندی برائے تکمیل نصاب	مطلوب رقم (مطلوب چاندی کی قیمت)
0.5 (آدھا) تولہ سونا = (3.5 تولہ چاندی)	49 تولہ چاندی	39200 = 800 x 49 روپے
1 تولہ سونا = (7 تولہ چاندی)	45.5 تولہ چاندی	36400 = 800 x 45.5 روپے
1.5 تولہ سونا = (10.5 تولہ چاندی)	42 تولہ چاندی	33600 = 800 x 42 روپے
2 تولہ سونا = (14 تولہ چاندی)	38.5 تولہ چاندی	30800 = 800 x 38.5 روپے
2.5 تولہ سونا = (17.5 تولہ چاندی)	35 تولہ چاندی	28000 = 800 x 35 روپے
3 تولہ سونا = (21 تولہ چاندی)	31.5 تولہ چاندی	25200 = 800 x 31.5 روپے
3.5 تولہ سونا = (24.5 تولہ چاندی)	28 تولہ چاندی	22400 = 800 x 28 روپے
4 تولہ سونا = (28 تولہ چاندی)	24.5 تولہ چاندی	19600 = 800 x 24.5 روپے
4.5 تولہ سونا = (31.5 تولہ چاندی)	21 تولہ چاندی	16800 = 800 x 21 روپے
5 تولہ سونا = (35 تولہ چاندی)	17.5 تولہ چاندی	14000 = 800 x 17.5 روپے
5.5 تولہ سونا = (38.5 تولہ چاندی)	14 تولہ چاندی	11200 = 800 x 14 روپے
6 تولہ سونا = (42 تولہ چاندی)	10.5 تولہ چاندی	8400 = 800 x 10.5 روپے
6.5 تولہ سونا = (45.5 تولہ چاندی)	7 تولہ چاندی	5600 = 800 x 7 روپے
7 تولہ سونا = (49 تولہ چاندی)	3.5 تولہ چاندی	2800 = 800 x 3.5 روپے

گھر کے سربراہ کی قربانی دوسروں کی طرف سے کافی نہیں:

عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ گھر کا سربراہ قربانی کرلے تو اسے سب افراد خانہ کی طرف سے کافی سمجھا

جاتا ہے۔ حالانکہ سربراہ کے علاوہ گھر کا کوئی اور فرد یا افراد نصاب کے مالک ہوں تو ان پر الگ سے قربانی واجب ہے۔ اس صورت میں گھر کے سربراہ کی طرف سے قربانی کو کافی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے سربراہ کی نماز کو سب افراد خانہ کی طرف سے کافی سمجھا جائے۔

ہاں اگر اولاد اپنی سب کمائی والد کو دے دیتی ہے اور اولاد کی ملکیت میں اور کوئی مال زکوٰۃ اور ضرورت سے زیادہ سامان بقدر نصاب بھی نہیں تو زکوٰۃ اور قربانی صرف والد ہی پر فرض ہے، اولاد پر نہیں۔

قربانی کے لیے مال پر سال گزرنا ضروری نہیں :

وجوب قربانی کے لیے مال پر سال گزرنا ضروری نہیں، بلکہ قربانی کے دنوں میں بقدر نصاب مال کا مالک ہونا ضرری ہے۔ حتیٰ کہ ۱۲ ذی الحجہ کی شام میں غروب آفتاب سے ذرا پہلے کہیں سے بقدر نصاب مال آگیا، مثلاً ہدیہ میں مال آیا تو قربانی واجب ہوگئی۔ اگر غروب سے پہلے وقت کم ہونے کی وجہ سے قربانی کرنا ممکن نہ ہو یا کسی نے غفلت کی اور آفتاب غروب ہوگیا تو ایک بھیڑ یا بکری یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر صدقہ کرنا واجب ہے۔

قربانی کے حوالے سے چند غلطیوں کی اصلاح

شرکاء میں سے ہر ایک کو صحیح العقیدہ مسلمان ہونا ضروری ہے:

شرکاء میں سے ہر شریک کا صحیح العقیدہ مسلمان ہونا صحت اضحیہ کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی ایک شریک بھی ایسا ہو جس کا عقیدہ صحیح نہ ہو تو کسی شریک کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی، اس لیے اچھی طرح اطمینان کرلینا چاہیے کہ ہر شریک صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔

صحیح العقیدہ مسلمان : جو تمام ضروریات دین پر ایمان واعتقاد رکھتا ہو،

ضروریات دین : جن کا ثبوت قطعی ویقینی ہو اور ان کا دین ہونا مشہور ومعروف ہو، اس لیے دین کے کسی بھی امر قطعی وبدیہی کے منکر کے ساتھ قربانی نہ کی جائے مثلاً

۱۔ عقیدہ ختم نبوت کے منکرین۔

۲۔ منکرین حدیث

۳۔ وہ شخص جو قرآن مجید میں تحریف کا قائل ہو یا اُم المومنین حضرت عائشہؓ پر تہمت لگاتا ہو یا حضرات شیخین حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نعوذ باللہ مرتد کہتا ہو۔

۴: مشرک یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت میں مخلوق کو شریک ٹھہرانے والا مثلاً غیر اللہ کو مختار کل یا نفع ونقصان کا مالک یا عالم الغیب سمجھنے والا۔

مندرجہ بالا عقائد رکھنے والوں کا ذبیحہ بھی حرام ہے، ان سے ذبح نہ کرائے ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔

قربانی کے لیے ثواب کی نیت ضروری ہے:

سب شرکاء کا نیت ثواب قربانی کرنا ضروری ہے اگر کسی ایک شریک کی نیت ثواب کے لیے قربانی کی نہ ہو، بلکہ محض گوشت کھانے کی نیت ہو تو کسی شریک کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی۔

دیوار پر قربانی کا خون لگانا:

آج کل یہ رسم نکلا ہے کہ قربانی کرکے لوگ اس کے خون کو گھر کی دیوار پر لگاتے ہیں اور اسے باعث برکت سمجھتے ہیں۔ سو یہ ناجائز ہے، بہتا ہوا خون نجس ہے اس لیے اس سے خود کو اور اپنے ماحول کو صاف رکھنا چاہیے۔

گھر کے دروازے پر سینگ لٹکانا:

بعض لوگ قربانی کرکے جانور کا سینگ گھر کے دروازے یا دیوار پر لگاتے ہیں اور اس کو بعض مضرات کے لیے دافع سمجھتے ہیں۔ اس کی بھی اصل اور حقیقت اسلام میں نہیں ہے سو اس سے بچنا چاہیے۔

حرام آمدن والوں کو شریک کرنا:

عموماً اس کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ سب شرکاء حلال آمدن سے قربانی کرنے والے ہوں، جانچ پڑتال کے بغیر ہر ایک کو شریک کر لیا جاتا ہے، اس سے بعض اوقات سب کی قربانی ضائع ہو جاتی ہے۔ بینک، انشورنس کمپنی کا ملازم یا کوئی اور حرام آمدن والا اگر حرام آمدن سے رقم دے کر قربانی میں شریک ہوا تو شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوئی، کیونکہ تمام شرکاء کا بنیت قرب قربانی کرنا ضروری ہے اور حرام مال سے قربت یعنی ثواب کی نیت کرنا جائز نہیں، بلکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے۔

مذکورہ بالا مسائل سے کسی کو یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے غلط عقیدہ، غلط نیت اور حرام آمدن سے سب کے حصے کیسے خراب ہوگئے اور سب کی قربانی کیوں ضائع ہوگئی؟ جواب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قربانی میں تجزی و تقسیم نہیں ہو سکتی کہ چھ حصوں کو درست اور ایک حصہ کو غلط کہا جائے۔ جیسے اگر کسی نے نماز کی چوتھی رکعت میں کسی ایسے امر کا ارتکاب کیا جو مفسد صلوٰۃ (نماز کو توڑنے والا) ہے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ مفسد چوتھی رکعت میں پایا گیا ہے اس لیے صرف چوتھی رکعت فاسد ہوئی، بلکہ پوری نماز پر فساد

کا حکم جاری ہو گا۔

قربانی تک بھوکا پیاسا رہ کر اس کو روزہ سمجھنا:

عوام قربانی تک بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ یا آدھا روزہ کا نام دیتے ہیں، یہ جہالت کی بات ہے۔ روزہ تو پورے دن کا ہوتا ہے اور عید کے دن تو ویسے ہی روزہ رکھنا حرام ہے۔ البتہ قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرنا مستحب ہے، مگر یہ روزہ نہیں، نہ اس میں روزہ کا ثواب ہے، نہ روزہ کی نیت ہے اور نہ ہی یہ حکم فرض یا واجب ہے، صرف مستحب ہے اور صرف دسویں تاریخ کے ساتھ مختص ہے۔ لہٰذا اگر کسی علاقے میں عوام اسے روزہ سمجھتے ہیں تو اہل علم کو قربانی سے پہلے کچھ کھانا چاہیے تاکہ عوام کی اصلاح ہو۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں:

☆ بکرا، بکری پورے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ اس سے ایک دن بھی کم نہ ہو، ورنہ قربانی ادا نہ ہو گی۔

☆ اگر بکری کا بچہ ۶ یا ۷ یا ۸ یا ۹ ذی الحجہ کو پیدا ہوا تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قاعدہ کے مطابق وہ دوسرے سال کی قربانی میں نہیں لگ سکتا، کیونکہ ۱۲ ماہ ۳۰، ۳۰ دن کے لیے جائیں تو پورے سال کا نہیں ہوا، اس لیے اس کی قربانی جائز نہ ہو گی۔

☆ اگر یکم ذی الحجہ کو پیدا ہوا تو اُس کی قربانی بیشک درست ہے، اور بہتر ہے کہ دو سال کا ہو، تاکہ اختلاف سے نکل جائے۔

☆ اونٹ اونٹنی پورے پانچ سال کے ہوں، ایک دن بھی کم نہ ہو ورنہ قربانی ادا نہ ہو گی، اور زیادہ کا ہو تو بہتر ہے۔

☆ گائے، بیل، بھینس، بھینسا پورے دو سال کے ہوں، ایک دن بھی کم نہ ہو، ورنہ قربانی ادا نہ ہو گی اور زیادہ کا ہو تو بہتر ہے۔

☆ بھیڑ اور دُنبی نر و مادہ کم از کم چھ ماہ کے ہوں اور وہ اس صورت میں جبکہ سال تک کی عمر بھیڑوں کے برابر اس کی صحت معلوم ہو۔

جانوروں میں عیوب کا بیان

جن عیب دار جانوروں کی قربانی جائز نہیں:

۱۔ جس کا ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اکھڑ گئے ہوں۔
۲۔ جس بھیڑ، بکری کی پیدائشی طور پر دم نہ ہو۔
۳۔ اندھا جانور
۴۔ ایسا کانا جانور جس کا کانا پن واضح نظر آتا ہو۔
۵۔ اس قدر لنگڑا جو چل کر قربان گاہ تک نہ پہنچ سکتا ہو، یعنی چلنے میں لنگڑا پاؤں زمین پر نہ ٹیکتا ہو۔
۶۔ ایسا بیمار جس کی بیماری بالکل ظاہر ہو۔
۷۔ جس کے پیدائشی طور پر دونوں یا ایک کان نہ ہو۔
۸۔ جس کی چکتی، دم، کان یا ایک آنکھ کی بینائی کا نصف یا اس سے زیادہ حصہ جاتا رہا ہو۔
۹۔ جس کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر گر جانے یا گھس جانے کی وجہ سے چارہ نہ کھا سکتا ہو۔
۱۰۔ جسے مرض جنون اس حد تک لاحق ہو گیا ہو کہ چارہ بھی نہ کھا سکے۔
۱۱۔ ایسا خارشی جانور جو بہت دبلا اور کمزور ہو۔
۱۲۔ جس کی ناک کاٹ دی گئی ہو۔
۱۳۔ جس کے تھن کاٹ دیے گئے ہوں۔
۱۴۔ جس کے تھن اتنے خشک ہو گئے ہوں کہ ان میں دودھ نہ اُترے۔
۱۵۔ جس گائے کے دو تھن کاٹ دیے گئے ہوں۔
۱۶۔ جس بھیڑ بکری کے ایک تھن کی گھنڈی (سر) جاتی رہی ہو۔
۱۷۔ جس اونٹنی یا گائے کے دو تھنوں کی تھنڈیاں جاتی رہی ہوں۔
۱۸۔ جس گائے کی پوری یا تہائی سے زیادہ زبان کاٹ دی گئی ہو۔
۱۹۔ جلالہ یعنی جس جانور کی غذا صرف نجاست اور گندگی ہو
۲۰۔ ایسا لاغر اور دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔
۲۱۔ جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو۔
۲۲۔ خنثیٰ جانور جس میں نر و مادہ دونوں کی علامات ہوں۔

ان اعضاء کا کتنا حصہ جاتا رہا تو قربانی جائز نہیں ؟

اس کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ سے چار روایات ہیں:

(۱) چوتھائی (۲) تہائی (۳) تہائی سے زیادہ (۴) نصف

بعض اکابرین نے تہائی والی اور بعض نے تہائی سے زائد والی روایت کے مطابق فتوی دی ہے، مگر علامہ شامیؒ نے اسی چوتھی روایت کو ترجیح دی ہے اور صاحبین رحمہا اللہ کا قول بھی اسی کے مطابق ہے اور امام اعظمؒ کے اسی کی طرف رجوع کا قول بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفی البزازیة وظاهر مذهبهما ان النصف کثیر الخ وفی غایة البیان ووجه الروایة الرابعة وهی قولهما والیها رجع الامام ان الکثیر من کل شیء اکثره وفی النصف تعارض الجانبان الخ ای فقال بعدم الجواز احتیاطا بدائع وبه ظهران مافی المتن کالهدایة والکنز والملتقی هو الرابعة وعلیها الفتوی کما یزکره الشارح عن المجتبی وکانهم اختاروها لا ن المتبادر من قول الامام السابق هوالرجوع عما هو ظاهر الروایة عنه الی قولهما۔ والله تعالیٰ اعلم [ردالمختار:۹/۵۳۶]

جن جانوروں کی قربانی جائز، مگر خلاف اولیٰ ہے:

۱۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں

۲۔ جس کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، مگر ٹوٹنے کا اثر جڑ تک نہ پہنچا ہو۔

۳۔ اتنا بوڑھا جو جفتی پر قادر نہ ہو۔

۴۔ ایسی گائے وغیرہ جو بڑھاپے کے سبب بچے جننے سے عاجز ہو۔

۵۔ حاملہ یا بچے والی اونٹنی، گائے یا بکری۔

۶۔ جس کے تھنوں میں بغیر کسی بیماری کے بغیر بھی دودھ نہ اترتا ہو۔

۷۔ جسے کھانسی ہو۔

۸۔ جسے داغا گیا ہو۔

۹۔ وہ بھیڑ بکری جس کی دم پیدائشی طور پر بہت چھوٹی ہو۔

۱۰۔ ایسا کانا جانور جس کا کانا پن پوری طرح واضح نہ ہو

۱۱۔ ایسا لنگڑا جانور جو چلنے پر قادر ہو یعنی چوتھا پاؤں بھی زمین پر رکھتا ہو اور چلنے میں اس سے مدد لیتا ہو۔

۱۲۔ بیمار جس کی بیماری زیادہ ظاہر نہ ہو۔

۱۳۔ جس کے کان، چکتی، دم یا بینائی کا نصف سے کم حصہ جاتا رہا ہو۔

۱۴۔ جس کے کچھ دانت نہ ہوں، مگر وہ چارہ کھا سکتا ہو۔

۱۵۔ مجنون جانور جس کا جنون اس حد تک نہ پہنچا ہو کہ چارہ نہ کھا سکے۔

۱۶۔ خارشی جو فربہ یعنی موٹا تازہ ہو۔

۱۷۔ جس کا کان چیر دیا گیا ہو یا کاٹ دیا گیا ہو، مگر نصف سے کم۔، اگر دونوں کانوں کا کچھ حصہ کاٹ دیا گیا ہو اور دونوں کے کٹے ہوئے اجزاء کا مجموعہ نصف کے برابر ہو جائے تو احتیاطاً اس کی قربانی نہ کی جائے، اگر کسی نے کر دی تو ہو جائے گی۔

۱۸۔ بھینگا

۱۹۔ بھیڑیا دنبہ جس کی اون کاٹ دی گئی ہو۔

۲۰۔ بکری جس کی زبان کٹ گئی ہو، بشرطیکہ چارہ آسانی کھا سکتی ہو۔

۲۱۔ ایسا دبلا جانور جو بہت لاغر اور کمزور نہ ہو۔

۲۲۔ جلالہ اونٹ، جسے چالیس دن باندھ کر چارہ کھلایا جائے

مذکورہ بالا جانوروں کی قربانی جائز ہے، مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور تمام عیوب سے پاک ہو۔

تحریکِ آزادی میں علمائے کرام کا ناقابلِ فراموش کردار

1. 1600ء کے بعد انگریز برصغیر میں داخل ہوا اور یہاں کی آزادی پر ڈاکہ ڈالا گیا۔
2. 1803ء میں شاہ عبدالعزیزؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔
3. تحریک کی کمان سید احمدؒ اور شاہ اسماعیلؒ نے کی اور پیشتر علاقوں میں انگریز کو شکست دی۔
4. 1831ء میں سید احمدؒ اور شاہ اسماعیلؒ بالاکوٹ کے مقام پر پیشتر رفقاء کے ہمراہ شہید ہو گئے۔
5. 1857ء کی جنگ آزادی کا اہم ترین معرکہ "شاملی" کے میدان میں لڑا جہاں انگریز کو سخت جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس معرکے کے سپہ سالار حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تھے اور ان کے خاص کمانڈروں میں حافظ محمد ضامنؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسے جلیل القدر علماء اس معرکے میں بے شمار علماء و طلبہ شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔
6. مولانا فضل حق خیر آبادی و دیگر علماء کو فتویٰ جہاد کے جرم میں کالے پانی (جزائر انڈمان) کی سزا دی گئی۔
7. مفتی کفایت علی کافیؒ بدایونی کو جنگ آزادی کی پاداش میں تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔
8. 1857ء کی شکست کے بعد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور دیگر اکابرین نے اسلامی روایات کے تحفظ اور ملک کی آزادی کی خاطر 1866ء میں قصبہ دیوبند میں "دارالعلوم" نامی علمی درس گاہ کی بنیاد ڈالی۔ جو آگے چل کر آزادی کی تحریکوں کا مرکز و سرچشمہ ثابت ہوئی۔
9. 1917ء میں شریف مکہ کی غداری کی وجہ سے حجاز مقدس سے شیخ الہند کو گرفتار کر کے مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عزیر گلؒ، مولانا حکیم نصرت حسینؒ، مولانا وحید احمدؒ کے ہمراہ بحیرہ روم میں واقع جزیرہ مالٹا کی جیل میں جلاوطن کر دیا گیا۔
10. 1919ء میں مولانا محمد علی جوہرؒ نے انگریزوں کیخلاف تحریک خلافت شروع کی، مولانا شوکت علیؒ اور ابوالکلام آزادؒ جیسے عظیم قائدین بھی ساتھ تھے۔
11. مفتی محمد شفیعؒ اور سید ابو محمد دیدار علی شاہ الوریؒ نے "مطالبہ پاکستان" کو مدلل فتویٰ کی صورت میں پیش کر کے تحریک آزادی پاکستان میں فیصلہ کن اور موثر ترین کردار ادا کیا۔
12. مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ نے مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کا اعلان کیا۔
13. شاہ احمد نورانیؒ کے والد ماجد عبدالعلیم صدیقی قادریؒ نے قیام پاکستان کے مطالبے کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے میں اہم ترین کردار ادا کیا۔
14. مفتی محمد شفیعؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے بے نتیجہ خیز کاوشیں سرانجام دیں۔
15. 15 اگست 1947ء کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے جبکہ مشرقی پاکستان مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے بحیثیت قرآن اور دعا کے بعد پاکستان کی پہلی پرچم کشائی کا عزم حاصل کیا۔
16. 11 ستمبر 1948ء میں جب بانی پاکستان قائد اعظم کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ان کی نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور تدفین کے سارے مراحل سرانجام دیے۔
17. 1949ء میں [illegible]

قربانی کے جانوروں کے عیوب

اعضاء	وہ عیوب جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں	وہ عیوب جن کے ساتھ قربانی جائز ہے
سینگ	ؤ سینگ جڑ سے ٹوٹ گیا ہو کہ اندر کا سر کا گودا یا ہڈی ظاہر ہوئی ہو۔	ؤ محض خول اتر جائے۔ ؤ ایک یا دونوں سینگ کٹے ہو یا ٹوٹ گئے ہو لیکن جڑ سالم ہو۔ ؤ پیدائشی سینگ نہ ہو۔ ؤ کرنٹ یا کیمیکل لگایا ہو جس کی وجہ سے سینگ نہ نکلتے ہو۔
کان	ؤ دونوں یا ایک کان تہائی سے زیادہ مقدار میں کٹا ہو۔ ؤ پیدائشی دونوں یا ایک کان نہ ہو۔	ؤ ایک تہائی یا اس سے کم مقدار میں دونوں یا ایک کان کٹا ہو۔ ؤ کان آگے یا پیچھے سے کٹا مگر لٹکتا ہو۔ ؤ کان موجود ہو لیکن لمبائی میں چیر کر دو حصے کیے گئے ہو۔ ؤ کانوں میں سوراخ کیے گئے ہو۔ ؤ پیدائشی کان چھوٹے ہوں۔
ناک	ؤ ناک تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو۔	ؤ تہائی یا اس سے کم مقدار میں کٹی ہو۔ ؤ ناک میں سوراخ کر کے نکیل ڈالا گیا ہو۔ ؤ زکام اور کھانسی ہو۔
دانت	ؤ پیدائشی بالکل دانت نہ ہو یا اکثر دانت گر گئے ہوں کہ چر نہ سکے۔	ؤ کچھ دانت گرے ہوں لیکن زیادہ باقہ ہوں اور چر سکتا ہو۔
زبان	ؤ تہائی سے زیادہ زبان کٹ گئی ہو۔	ؤ تہائی یا اس سے کم مقدار میں کٹی ہو۔
آنکھ	ؤ ایک تہائی سے زیادہ بینائی جاتی رہی ہو۔ ؤ جو جانور بالکل اندھا ہو، یا ایک آنکھ کی بینائی نہ ہو۔	ؤ ایک تہائی یا اِس سے کم بینائی جاتی رہی ہو۔ ؤ آنکھ بھینگی ہو۔
پاؤں	ؤ ایک پاؤں کٹا ہو یا اتنا لنگڑا ہو کہ چلتے ہوئے اُسے زمین پر رکھ کر اُس کا سہارا نہ لے سکے بلکہ اُسے گھسیٹے یا اُٹھا کر تین پاؤں سے چلے۔	ؤ پاؤں میں چوٹ ہو لیکن اُس کو زمین پر رکھ کر اُس کا سہارا لیتا ہو۔

تھن	؏ بھیڑ، بکری کا ایک تھن اور اونٹنی، گائے، بھینس کے دو یا زائد تھن خشک ہوئے ہوں یا کٹ گئے ہوں یا پیدائشی نہ ہوں۔ ؏ تھنوں کے سرے کٹ گئے ہوں کہ بچہ اُس سے منہ لگا کر دودھ نہ پی سکے۔	؏ اونٹنی، گائے، بھینس کا ایک تھن کٹا یا خشک ہوا ہو۔
دُم / چکتی	؏ دُم / چکتی ایک تہائی سے زیادہ مقدار میں کٹی ہو۔ ؏ پیدائشی دُم / چکتی نہ ہو۔	؏ ایک تہائی یا اس سے کم مقدار میں کٹی ہو۔ ؏ بکری کے دنبے جیسی چکتی ہو۔
آلہ تناسل		؏ آلہ تناسل کٹ گیا ہو اور جماع سے عاجز ہو۔
خصیتین		؏ خصی (جس جانور کے خصیے کاٹ دیے گیے ہوں) یا موجوء (جس کے خصے کچل کر بیکار کر دیے گئے ہوں)
چمڑہ	؏ خارش زدہ ہو یا زخم میں کیڑے ہوئے ہوں اور اس کی وجہ سے اتنا کمزور ہوا ہو کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہے۔	؏ خارش زدہ ہو یا زخم میں کیڑے ہوئے ہوں مگر اس کی وجہ سے اتنا کمزور نہیں ہوا کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہے۔ ؏ چمڑے میں رسولی ہو۔ ؏ جوتنے یا مارنے کی وجہ سے بدن پر نشان ہو۔ ؏ داغ دیا گیا ہو۔
بال / اُون		؏ اُون اور بال کاٹے ہوں یا جل گئے ہوں۔
دماغ	؏ جانور اتنا باؤلا ہو کہ چرنے سے عاجز ہو۔	؏ جانور باؤلا ہو مگر چرنے سے عاجز نہ ہو اور موٹا فربہ ہو۔
رحم / حمل	؏ قریب الولادۃ حاملہ کی قربانی مکروہ ہے۔	؏ حمل قریب الولادۃ نہ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ ؏ بانجھ جانور جس میں جننے کی صلاحیت نہ ہو۔

ولائتی گائے کی قربانی:

بیرونی ممالک سے درآمد شدہ گائے کی ایک قسم چھوٹے قد کی اور باریک ٹانگوں والی ہوتی ہے اور بعض لوگ اسے خنزیر کے مشابہ بتاتے ہیں۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ مغربی ممالک میں خنزیر پر تحقیق کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ مادہ خنزیر بیک وقت دس بارہ بچے جنتی ہے، اس کے تھنوں میں دودھ بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ سارے بچے اس کے اپنے دودھ ہی سے پرورش پاتے ہیں، چنانچہ انہوں نے بطور تجربہ گائے کو خنزیر سے حاملہ کروایا، جب بچے پیدا ہوئے تو وہ اسی قد کاٹھ اور ڈیل ڈول کے تھے اور گائے کے تھنوں میں دودھ بھی زیادہ۔ اب مغربی ممالک سے اس قسم کی گائے کثرت سے برآمد ہونے لگیں ہیں۔ بہت سے لوگ اس بارے میں تشویش میں مبتلا ہیں کہ ایسی گائے کا دودھ اور گوشت حلال ہے یا حرام؟ اور ایسی گائے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ اس سے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ اولاً تو اس فارمی گائے کے بارے میں جو باتیں مشہور ہیں اس کی یقینی تحقیق نہیں کہ واقعتاً ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟ اور جب تک کوئی بات یقینی طور پر ثابت نہ ہو اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ ثانیاً بعض ڈاکٹروں کے بقول ہمارے ہاں گائے کے دودھ کی پیداوار بہت کم تھی تو حیوانات کے ماہرین نے آسٹریلیا، فرانس، جرمنی، برطانیہ، امریکہ اور ہالینڈ کی فریژین اور جرسی نسل کے نر کا مادہ منویہ لے کر تجربہ گاہ حیوانات کورنگی کراچی میں سندھی نسل کی گائے کو مصنوعی طریقہ سے جب حاملہ کروایا تو اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے، مگر اس طرح دو نسلوں کے مخلوط طریقۂ افزائش حیوانات سے گائے کی شکل، آواز، رنگ اور قدو قامت میں واضح فرق نظر آیا۔ حاصل یہ کہ اس میں خنزیر کی پیوندکاری کا عمل دخل نہیں ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ باتیں صحیح ہیں تو بھی اس سے گائے کے گوشت اور دودھ کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ کوئی جانور کس جنس میں شامل سمجھا جائے گا ہے؟ اس سے متعلق فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ ماں کے تابع ہے، ماں جس جنس کی ہو وہ اس جنس کا شمار ہو گا اگرچہ ماں کسی اور جنس کے نر سے حاملہ کیوں نہ ہو اور بچہ مکمل طور پر نر کے مشابہ ہو۔ چنانچہ فقہ حنفی کی شہرۂ آفاق کتاب ”ردالمحتار“ میں مذکور ہے کہ کسی بکری نے بھیڑیئے کا بچہ جنا تو وہ بچہ حلال ہے۔ لہٰذا ایسی گائے کا گوشت اور دودھ حلال اور اس کی قربانی بلا شبہہ جائز ہے۔

حاملہ جانور کی قربانی:

اگر کوئی جانور حاملہ ہے اور اس کی قربانی کی گئی تو جائز ہے۔ اب اگر اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو اگر وہ

مردہ ہو تو اس کا کھانا حرام ہے اور اگر زندہ ہوا تو اس کو بھی عام جانور کی طرح ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

اگر قربانی کے ایام میں اس کو ذبح نہ کیا تو پھر اس کو صدقہ کرنا لازم ہے اور اگر قربانی کے ایام کے بعد ذبح کر کے کھالیا تو اس کی قیمت پر صدقہ کرے۔

اگر کوئی جانور ایسی حاملہ ہو کہ جس کے بچہ پیدا ہونے کی مدت انتہائی قریب ہو تو ایسا جانور ذبح کرنا مکروہ ہے البتہ قربانی ہو جائے گا۔

جانور اور قربانی کرنے والے سے متعلق مسائل

جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہو گیا:

اگر کسی نے قربانی کے لیے جانور خریدا، پھر ذبح کے لیے لانے سے پہلے اس میں ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کے ہوتے ہوئے اس کی قربانی جائز نہیں تو مالدار پر ضروری ہے کہ وہ دوسرے بے عیب جانور کی قربانی کرے۔ فقیر پر تبدیلی کرنا ضروری نہیں۔ وہ اسی معیوب جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔ مگر بسہولت ہو سکے تو وہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ البتہ اگر فقیر نے زبان سے نذر مان کر قربانی اپنے اوپر واجب کی تھی تو اس پر بھی دوسرے بے عیب جانور کی قربانی واجب ہے۔

خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے:

بعض لوگ خصی کی قربانی کو درست نہیں سمجھتے یہ خیال غلط ہے بلکہ خصی جانور کی قربانی زیادہ افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود خصی جانور کی قربانی فرمائی ہے۔

متفرق مسائل:

قربانی کے جانور کے دودھ، اون اور گوبر کا حکم: مندرجہ ذیل صورتوں میں قربانی کے جانور کا دودھ، اون اور گوبر استعمال میں لانا اور اس سے نفع حاصل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

(۱) جانور گھر کا پالتو ہو،

(۲) جانور خریدا ہو مگر خریدتے وقت قربانی کی نیت سے نہ ہو۔

(۳) قربانی کی نیت سے خریدا ہو مگر اس کا گزارا باہر چرنے پر نہ ہو بلکہ گھر میں چارہ کھاتا ہو۔

اگر قربانی کی نیت سے خریدا ہو اور باہر چر کر گزر کرتا ہو تو اس کے دودھ، اون، گوبر کو استعمال میں لانا جائز ہے مگر استعمال میں نہ لانا بہتر و احوط ہے۔ ایسے جانور کا دودھ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر خشک

کر دینا چاہیے اگر ذبح کرنے کے بعد اون کاٹی جائے تو اسے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ اسے بیچ کر اسکی قیمت استعمال میں لانا صحیح نہیں، اگر بیچ دی تو قیمت صدقہ کر دینی چاہیے۔

قربانی کا جانور بدلنا:

جانور گھر کا پالتو ہو یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی ہو تو اس کا بدلنا غنی اور فقیر دونوں کے لیے جائز ہے اور اگر قربانی کی نیت سے خریدا ہو تو اس میں تین روایات ہیں:

☆ غنی اور فقیر دونوں کے لیے بنیت اضحیہ جانور خریدنے سے وہ قربانی کیلیے متعین نہیں ہوتا، لہذا دونوں کے لیے بدلنا جائز ہے۔

☆ دونوں کے لیے متعین ہو جاتا ہے۔ غنی پر بقدر مالیت اور فقیر پر اسی جانور کی قربانی واجب ہے۔ بقدر مالیت کا مطلب یہ ہے کہ غنی پر بعینہٖ اسی جانور کا ذبح کرنا تو واجب نہیں، مگر اس جانور کی مالیت سے وجوب متعلق ہو گیا۔ اس روایت کے مطابق غنی کے لیے جانور بدلنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں مختلف اقوال ہیں، راجح قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانور بدلنا مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن اگر کسی نے بدل کر کوئی دوسرا جانور بطور اضحیہ ذبح کر دیا تو پہلے کو ذبح کرنا ضروری نہیں۔ اس کو ویسے ہی چھوڑ دینا بلا کراہت جائز ہے۔ دونوں صورتوں میں اگر ادنیٰ جانور سے تبدیل کیا تو جتنی قیمت پہلے جانور کی زیادہ تھی اتنی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ یہ دونوں قول ظاہر اور الرویۃ ہیں۔ پہلے قول میں وسعت اور آسانی زیادہ ہے اور دوسرا قول احوط واشہر ہے۔

☆ غنی کے لیے بنیت اضحیہ خریدنے سے جانور قربانی کے لیے متعین نہیں ہوتا، فقیر کے لیے متعین ہو جاتا ہے، لہذا غنی کے لیے اس جانور کا بدلنا مطلقاً جائز ہے اور فقیر کے لیے مطلقاً ناجائز۔ اس پر کئی مسائل متفرع ہوتے ہیں جو درض ذیل ہیں:

جانور خرید لیا، اس کے بعد ایام نحر میں پہلا بھی مل گیا:

مذکورہ صورت میں پہلی روایت کے مطابق (جو اوسع وایسر ہے) غنی اور فقیر دونوں کو اختیار ہے کہ دونوں جانوروں میں سے کوئی ایک یا ان دونوں کے سوا کوئی اور جانور ذبح کرے۔ فقیر کو یہ بھی اختیار ہے کہ کوئی جانور بھی ذبح نہ کرے۔

بنیت اضحیہ جانور خریدا، پھر وہ گم ہو گیا یا مر گیا:

اس صورت میں غنی پر تینوں روایات کے مطابق دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے خواہ پہلے جانور سے کم قیمت ہی کا ہو، جبکہ فقیر پر کچھ بھی واجب نہیں۔

بنیت اضحیہ جانور خریدا، وہ گم ہو گیا دوسرا جانور خرید کر ایام نحر میں ذبح کر دیا پھر ایام نحر میں پہلا جانور مل گیا:

اس صورت میں پہلی روایت کے مطابق غنی اور فقیر دونوں پر کچھ واجب نہیں۔

بنیت اضحیہ جانور خریدا، وہ گم ہو گیا دوسرا جانور خریدا مگر ایام نحر میں ذبح نہیں کیا، ایام نحر گزرنے کے بعد پہلا جانور بھی مل گیا:

پہلی روایت کے مطابق غنی پر واجب ہے کہ کوئی ایک جانور زندہ یا کسی بھی لائق اضحیہ جانور کی قیمت صدقہ کر دے۔ فقیر پر کچھ بھی واجب نہیں۔

بنیت اضحیہ جانور خریدا جانور خریدا، وہ گم ہو گیا دوسرا جانور خرید کر ایام نحر میں ذبح کر دیا، ایام نحر گزرنے کے بعد پہلا جانور بھی مل گیا:

روایت اولیٰ کے مطابق غنی اور فقیر دونوں پر کچھ بھی واجب نہیں۔

بنیت اضحیہ جانور خریدا ، مگر ایام نحر میں ذبح نہ کیا:

روایتِ اولیٰ کے مطابق غنی پر یہی جانور زندہ یا کسی بھی لائق اضحیہ جانور کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ فقیر پر کچھ بھی واجب نہیں۔

فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خرید کر ذبح کیا، پھر ایام نحر میں مالدار ہو گیا:

روایت اولیٰ کا متقاضا یہ ہے کہ اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہو۔

اونٹ اور گائے میں شرکاء کی تعداد:

ایک بھیڑ، بکری میں صرف ایک ہی آدمی قربانی کر سکتا ہے جبکہ اونٹ اور گائے میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر سات سے زیادہ آدمی ایک اونٹ یا گائے میں شریک ہو گئے تو کسی کی قربانی نہیں ہو گی۔

ذبح کرنے کے بعد کسی کو شریک کرنا:

اگر قربانی جانور ذبح کیا اس کے بعد کسی کو شریک نہیں کر سکتے چاہے تقسیم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

جانور متعین کیا تھا ، مگر قربانی نہ کر سکا:

اگر کسی مالدار نے قربانی نہیں کی، حتیٰ کہ قربانی کے ایام گذر گئے تو اب قربانی فوت ہو گئی۔ اگر اس نے قربانی کا جانور زبان سے نذر مان کر (کہ اس خاص جانور کی قربانی کرنا میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا) معین کر رکھا تھا تو اب قربانی کے ایام کے بعد اسی زندہ جانور کو فقراء پر صدقہ کر دے، اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت اور ذبح کر دیا تو اس کا سارا گوشت پوست صدقہ کر دے۔ اگر مذبوحہ جانور کی قیمت زندہ سے کم ہے تو جتنی کم ہے اتنا صدقہ کرنا بھی ضروری ہے، اگر گوشت پوست میں سے کچھ خود استعمال کر لیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے۔

مالدار نے جانور متعین نہیں کیا تھا ، ایام گذر گئے :

کسی شخص پر قربانی واجب تھی، مگر اس نے غفلت کی اور قربانی نہیں کی تو اگر اس نے کوئی جانور متعین نہیں کیا تھا تو قربانی کے قابل متوسط درجہ کی بھیڑ یا بکری کی قیمت فقراء پر صدقہ کرنا اسپر واجب ہے۔ گائے کے ساتویں حصے کی قیمت کا تصدق کافی نہیں۔ اسی طرح دوسرے سال اس سال کی قضاء کے طور پر جانور ذبح کرنا بھی کافی نہیں۔

فقیر نے پالتو جانور کی قربانی کی نیت کی، پھر قربانی نہیں کی:

اگر فقیر نے قربانی کے لیے جانور خریدا نہیں، بلکہ جانور اس کے پاس پہلے سے موجود تھا، اس کی قربانی کی نیت کر لی تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوئی، اس لیے اگر ایام گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

ایک ہی جانور میں قربانی اور عقیقہ یا نذر کی نیت کرنا:

اگر کوئی شخص گائے خرید لے اور اس میں ایک حصے میں قربانی کرے اور دوسرے حصے یا کچھ حصے عقیقہ کے لیے مقرر کرے تو ایسا کرنا درست ہے قربانی بھی ہو جائے گی اور عقیقہ بھی۔ اسی طرح اگر ایک شخص ولیمہ اور قربانی دونوں کے لیے ایک گائے ذبح کرے تو بھی جائز ہے تاہم اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ بھیڑ، بکری یا دنبہ نہ ہو بڑا جانور ہو، اور بڑے جانور میں بھی حصہ ساتویں سے کم نہ ہوتا ہو۔

جانور ہلاک ہوگیا:

قربانی کے لیے خریدا ہوا جانور ہلاک ہو جائے یا چوری ہو جائے تو مالدار پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے۔ فقیر سے قربانی ساقط ہو گئی، اسپر دوسرے جانور کی قربانی واجب نہیں۔

قربانی کی وصیت وتوکیل:

کسی نے یہ وصیت کی کہ اس کے انتقال کے بعد اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے، مزید کوئی وضاحت نہ کی کہ کون سا جانور ذبح کی جائے، نہ ہی قیمت بیان کی کہ اتنی مالیت کا جانور خریدا جائے تو بھی وصیت جائز ونافذ ہے جو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرنے سے پوری ہو جائے گی۔ لیکن اگر کسی زندہ شخص نے جانور یا قیمت تعین کئے بغیر کسی کو وکیل بنایا کہ میری طرف سے قربانی کر دو تو یہ توکیل صحیح نہیں، اگر دوسرے شخص نے قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہو گی

غیر کی طرف سے قربانی :

گائے کی قربانی میں کسی غائب شخص کا حصہ اس کے حکم سے یا حکم کے بغیر شامل کر لیا تو اس شخص کی اور دوسرے شرکاء کی قربانی درست ہو گی یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے:

(۱) دوسرے کی طرف سے نفل قربانی اس کے حکم کے بغیر بھی جائز ہے اور یہ دراصل خود جانور کے مالک یا حصہ خریدنے والے کی قربانی ہے جس کا ثواب دوسرے کو پہنچا رہا ہے۔

(۲) دوسرے کے حکم سے اس کی نفل یا واجب قربانی کا حصہ گائے میں شامل کیا تو سب کی قربانی درست ہے۔

(۳) دوسرے کے حکم کے بغیر اس کی واجب قربانی کا حصہ شامل کیا تو اگر اس شخص کی طرف سے قربانی کرنے کا مستقل معمول ہے تو بھی سب کی قربانی درست ہے۔

(۴) بغیر حکم کے ایسے شخص کی قربانی کا حصہ گائے میں رکھا جس کی طرف سے قربانی کرنے کا مستقل معمول نہیں تو اس دوسرے شخص کی قربانی نہیں ہوئی۔ اس صورت میں دوسرے شرکاء کی قربانی ہوئی یا نہیں؟ اسمیں عبارات فقہ مختلف ہیں، قول عدم جواز احوط ہے اور قول جواز عقل و درایت کے مطابق ہے، اس لیے کہ جب نامزد کردہ حصے کا مالک بھی خود ذابح یا خریدنے والا ہے تو اس کی اور باقی شرکاء کی قربانی صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

(۵) غیر کی واجب قربانی میں اپنی بکری ذبح کر دی، جبکہ غیر نے اس بکری پر قبضہ نہیں کیا تھا تو نہ اپنی قربانی ہوئی نہ غیر کی ہوئی، خواہ اس کے حکم سے کی ہو یا بغیر حکم کے۔

(۶) اگر غیر کے حکم سے بکری خرید کر غیر کی طرف سے قربانی کی تو صحیح ہو جائے گی۔

اگر مالک ایسے ملک میں ہوں جہاں عید ہو اور قربانی کرنے والے کے ہاں عید نہ ہو:

ایسی صورت جس میں قربانی کرنے والے کسی ایسے ملک میں ہو جہاں عید الاضحیٰ ہو گئی ہو مثلاً سعودی عرب میں اور اس کی طرف سے جو شخص قربانی کر رہا ہے وہ پاکستان میں ہے اور پاکستان میں عید الاضحیٰ اس دن نہیں ہے تو یہاں قربانی معتبر نہ ہو گی کیونکہ وکیل اور موکل دونوں کے لیے عید الاضحیٰ کا دن یعنی طلوع فجر شرط ہے لہٰذا اگر طلوع فجر یا شہروں میں نماز عید سے پہلے جس نے قربانی کی وہ درست نہ ہو گی۔

دوسرے شخص نے بلا اجازت جانور ذبح کر دیا :

اگر کسی کی قربانی کا جانور اس سے صراحتہً اجازت لیے بغیر دوسرے شخص نے ذبح کر دیا تو اگر اس نے مالک ہی کیلیے ذبح کیا تو یہ قربانی مالک ہی کی طرف سے ہو گی اور ذبح پر ضمان نہ آئے گا اور اگر ذابح نے اپنے لیے ذبح کیا ہو تو اس کا فیصلہ مالک پر موقوف ہے، اگر وہ ذبح کرنے والے کو اس کی قیمت کا ضامن ٹھہرائے تو یہ قربانی ذبح کرنے والے کی طرف سے ہو جائے گی اور اگر مالک مذبوحہ جانور لے لے تو یہ قربانی مالک کی بھی ہو گی۔

میت کی طرف سے قربانی:

قربانی کسی میت یا رسول اکرم ﷺ یا کسی استاذ یا والدین یا کسی رشتہ دار کی طرف سے کرنا درست ہے۔ یہ قربانی در حقیقت جانور کے مالک پر حصہ خریدنے والے کی طرح سے ہے جس کا ثواب وہ مذکورہ بالا اشخاص کو پہنچا رہا ہے۔

﴿قائد اعظم کا گاندھی جی کے نام خط﴾

قائد اعظم نے 17 ستمبر 1944ء کو گاندھی کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا:

"قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ یہ مذہبی رسوم سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق تک، اخلاق سے لے کر انسدادِ جرائم تک، زندگی میں سزا و جزا سے لے کر آخرت کی جزا و سزا تک غرض کہ ہر قول و فعل اور ہر حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات اور مابعد حیات کے ہر معیار اور پیمانے کے مطابق کہتا ہوں۔"

جانور ذبح کرنے اور تقسیم کرنے سے متعلق مسائل

ذبح کے لیے گراتے ہوئے عیب پیدا ہو گیا:

جانور کو ذبح کیلیے لایا گیا اور گراتے ہوئے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، یا کوئی اور عیب پیدا ہو گیا، مثلاً گائے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اسی اثناء میں اس کی آنکھ پھوٹ گئی، پھر اسے پکڑ کر ذبح کر دیا گیا تو قربانی درست ہو گئی۔ ذبح کرتے ہوئے چھری ہاتھ سے چھوٹ کر آنکھ وغیرہ ضائع کر دے تو بھی یہی حکم ہے۔

بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا صرف ذابح پر واجب ہے:

عوام میں مشہور ہے کہ ذبح کے علاوہ جانور کو پکڑنے والے اور مدد کرنے والے پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے، یہ محض غلط ہے، یہ صرف ذبح کرنے والے پر واجب ہے۔

عورتوں کا ذبیحہ حلال ہے:

بعض لوگ عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے یہ بھی غلط خیال ہے۔ عورت، سمجھدار بچہ اور بچی کا ذبیحہ درست ہے۔

ذبح فوق العقد کا حکم:

اگر کسی جانور کو عقدہ (گردن میں ابھری ہوئی گانٹھ نما ہڈی) کے اوپر سے ذبح کر دیا، یعنی عقدہ نیچے کی طرف رہ گیا اور جانور کو گردن کے بالکل آخری ٹھوڑی سے متصل حصہ سے ذبح کر دیا تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ذبح صحیح نہیں ہوا اور جانور حرام ہو گیا کیونکہ اس جگہ سے ذبح کرنے سے وہ رگیں نہیں کٹتیں جن کا کاٹنا ضروری ہے۔ یہ انکی غلط فہمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عقدہ کے اوپر سے ذبح کرنے سے وہ رگیں کٹ جاتی ہیں جن کا ذبح میں کاٹنا ضروری ہے اور اس سے مکمل طور پر خون بہہ جاتا ہے، اس لیے اس طرح جانور بلا شبہہ حلال ہو جاتا ہے۔ کسی قسم کا شبہہ نہ کیا جائے، البتہ ذبح کرنے والے کو چاہیے کہ وہ عقدہ کے نیچے سے ذبح کرے کہ احتیاط اسی میں ہے۔

جانور بے قابو ہو گیا تو ذبح اضطراری جائز ہے:

اگر جانور بے قابو ہو کر ہاتھ سے چھوٹ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو ذبح اضطراری بھی جائز ہے، یعنی چھری، برچھی وغیرہ کسی دھار دار آلہ پر ذبح کی نیت سے بسم اللہ پڑھ کر دُور سے مار دے۔ وہ جانور کے

جسم کو کسی جگہ بھی لگ جائے اور جانور ہلاک ہو جائے تو جانور حلال ہو جائے گا۔ بکری آبادی میں بھاگ جائے تو ذبح اضطراری جائز نہیں، کیونکہ پیچھا کر کے اسے قابو میں لایا جا سکتا ہے اور صحراء میں بھاگ جائے تو ذبح اضطراری جائز ہے، اونٹ، گائے، بھینس بے قابو ہو کر بھاگ جائیں تو بہر صورت ذبح اضطراری جائز ہے، خواہ آبادی میں بھاگیں یا صحراء میں۔ اسیطرح جانور نے کسی پر حملہ کر دیا اور اس نے بنیت ذبح بسم اللہ پڑھ کر اسے ہلاک کر دیا تو بھی حلال ہو جائے گا۔

حلال جانوروں کی سات چیزوں کا کھانا حرام ہیں:

۱:۔بہتا خون ۲:۔ مذکر کی پیشاب گاہ ۳:۔خصیتین ۴:۔ مؤنث کی پیشاب گاہ

۵:۔غدود ۶:۔ مثانہ ۷:۔پتہ

میت کی قربانی کا گوشت کھانا:

کوئی شخص میت کی طرف سے بغیر اس کی وصیت کے نفل قربانی کرے تو اس میں سے خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا جائز ہے، اس لیے کہ اس کا حال مثل اپنی قربانی کے ہے۔ لیکن اگر میت نے قربانی کرنے کی وصیت کی ہو تو اس میں سے خود کھانا یا اغنیاء کو کھلانا جائز نہیں، بلکہ سارا گوشت فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے ۔ اگر بڑے جانور میں کئی شرکاء ہیں اور آپس میں گوشت تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ پوری احتیاط سے وزن کر کے تقسیم کریں۔ اندازے سے تقسیم کر لینا جائز نہیں، اگرچہ باہم کمی بیشی معاف ہی کیوں نہ کر دیں۔ یہ حق شرع ہے جو کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا۔ وزن نہ کرنے میں کمی بیشی لازمی بات ہے جس میں سود کا گناہ ہو گا۔

وزن کی مشقت سے بچنے کی آسان تدبیر:

اگر وزن کی مشقت سے بچنا چاہیں تو اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ سری پائے یا کلیجی کے ٹکڑے کر کے ہر حصہ میں ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا جائے، اس طرح اندازے سے تقسیم کرنا بھی جائز ہو جائے گا۔

گوشت تقسیم کرنا کس صورت میں ضروری نہیں ؟:

(۱) وزن کر کے برابر تقسیم کرنا اس صورت میں ضروری ہے کہ شرکاء آپس میں تقسیم کرنا چاہیں، اگر سارا گوشت لوگوں میں تقسیم کرنا چاہیں یا پکا اِن کو کھلانا چاہیں تو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر شرکاء میں سے کسی نے زبان سے نذر مان کر قربانی اپنے اوپر واجب کی تھی تو اس کا حصہ

الگ کر کے فقراء پر صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۲) اگر کسی نے پورا جانور اپنے گھر کے افراد کے لیے رکھ لیا تو تقسیم کرنا ضروری نہیں، مثلاً گائے خریدی اور اس کا ایک حصہ اپنے لیے، ایک حصہ بیوی کے لیے اور باقی حصص بالغ اولاد کے لیے رکھ لیے، پھر ذبح کرنے کے بعد پورا گوشت تقسیم کئے بغیر گھر میں رکھ لیا اور سب ایک ہی گھر میں رہتے اور کھانا مشترک کھاتے ہیں تو جائز ہے۔

قربانی کے گوشت کے تین حصے مستحب ہیں :

افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے، رکھ ایک حصہ اقارب واحباب میں اور ایک حصہ فقراء میں تقسیم کرے۔ جس شخص کے اہل وعیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے، یہ استحباب کے خلاف نہیں۔

قربانی اور نذر سے متعلق عوام کے بعض غلط مسئلے

مسئلہ:۱ بعض عوام جو کہتے ہیں کہ بقر عید کے روز قربانی تک روزے سے دیا جائے تو، یہ محض بے اصل ہے۔ البتہ قربانی سے اول کھانا نہ کھانا مستحب ہے لیکن اسے روزہ نہیں کہا جاسکتا۔

مسئلہ:۲ بعض لوگ بدھیہ جانور کی قربانی درست نہیں سمجھتے، سو یہ اُن کی غلطی ہے، بلکہ بدھیہ جانور کی تو اور زیادہ فضیلت ہے، ہمارے پیغمبرؐ نے بدھیہ دُنبے کی قربانی فرمائی ہے۔

مسئلہ:۳ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں باپ، نانی نانا، دادی دادا، کو کھلانا درست نہیں، سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ اس کا حکم قربانی جیسا ہے۔

مسئلہ:۴ اکثر عوام کو دیکھا گیا ہے کہ مَنّت و (نذر) کی شیرینی وغیرہ مسجد میں لا کر عام طور پر تقسیم کر دیتے ہیں یا نذر کی چیز کو پکا کر عام لوگوں کو مدعو کرتے ہیں وہاں ان میں بعض سید اور غنی (مالدار بھی ہوتے ہیں۔ حالانکہ سید اور غنی کو دینے سے نذر ادا نہیں ہوتی۔ اسی طرح اکثر جگہ نذر کی شیرینی وغیرہ اپنے خاندان اور گھر والوں کو اور تقسیم کرنے والا عام گزر گاہوں پر کھڑا ہو کر غنی، سید، فقیر سب کو تقسیم کر دیتا ہے یہ غلط ہے اس طرح نذر ادا نہیں ہوتی، پس جتنی مقدار غیر مستحقین سید، غنی وغیرہ کو دی ہو اس قدر دوبارہ مستحقین فقراء کو دیکھ بھال کر دینا چاہیے۔

مسئلہ:۵ بعض عوام سے سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی کا حصہ لے، اس کو ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے

گوشت کھانا بند کر دینا چاہیے۔ سو یہ بھی غلط ہے۔

مسئلہ:٦ بہت سی عورتیں یکم ذی الحجہ سے شوہر سے ملاقات اور ہمبستری کو شرعاً گناہ اور منع سمجھتی ہیں سو یہ بھی غلط ہے۔[اغلاط العوام از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ص:٧٧،٧٦]

ذبح کی اغلاط:

مسئلہ:١ مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے (قصاب وغیرہ) کی بخشش نہ ہوگی۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ:٢ بعض جو کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جائے اس کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں (یا کوئی لکڑی کا ٹکڑا ہو) یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ:٣ مشہور ہے کہ ولد الزنا (حرام زادہ) کا ذبیحہ درست نہیں یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ:٤ بعض عوام عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے، سو یہ بھی غلط ہے بلکہ مسلمان نابالغ سمجھدار لڑکے، لڑکی کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔

مسئلہ:٥ بعضے عوام میں مشہور ہے کہ ذابح کے معین پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے سو یہ محض غلط ہے، البتہ ذابح کے شریک پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے، چھری پکڑنے میں مدد کرنے والا شریک ہے، اور ہاتھ پیر منہ پکڑنے والا معین ہے، شریک اور معین میں عدم فرق سے یہ غلطی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:٦ بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ ذابح کی اعانت کرنے والا مثلاً جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں یہ سمجھنا بالکل غلط ہے چونکہ اس صورت میں کافر صرف معین ہے، نہ کہ ذابح اور نہ ذابح کا شریک اس لیے ایسا ذبیحہ حلال ہوگا۔

مسئلہ:٧ مشہور ہے کہ جب انڈہ توڑا جائے تو اس پر پہلے یہ تکبیر پڑھ لی جائے، سفید انڈہ تربتر، نہ اس کی ٹانگیں نہ اس کا سر۔ سنت خلیل اللہ اللہ اکبر، سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ:٨ مشہور ہے کہ کبوتر سید ہے اس لیے اس کا شکار نہیں کرنا چاہیئے سو یہ محض غلط بات ہے [اغلام العوام: ص ٨٢]

مسئلہ:٩ مشہور ہے کہ مرغی جب اذان دیدے تو یہ منحوس ہے اس کو ذبح کرنا چاہیے یہ بھی غلط ہے۔

قربانی کی کھال کے احکام

☆ کھال اپنے استعمال میں لانا جائز ہے :

قربانی کی کھال کا قربانی کرنے والے، اس کے اہل و عیال اور گھر کے دوسرے افراد کے لیے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ جائے نماز، دستر خوان، مشکیزہ، ڈول، موزہ، جوتا وغیرہ کوئی بھی چیز بنا کر استعمال کی جاسکتی ہے۔

☆ اپنے استعمال کیلیے قربانی کی کھال سے بنائی گئی کسی چیز کو کرائے پر دینا جائز نہیں:

کھال سے مذکورہ بالا اشیاء میں سے کوئی چیز بنالی تو اسے کرایہ پر دینا جائز نہیں، اگر کسی نے غلطی سے کرایہ پر دیا تو جو کرایہ ملے اسے صدقہ کرنا واجب ہے۔

☆ کھال یا اس سے بنی ہوئی شی ء کا ہبہ جائز ہے :

قربانی کی کھال یا اس سے بنائی گئی کوئی بھی چیز کسی کو بغیر عوض کے ہبہ میں دے دینا جائز ہے، جس کو دی جائے خواہ وہ سید اور مالدار ہو، یا اپنے ماں، باپ اور اہل و عیال ہوں، کوئی رشتہ دار یا اجنبی ہو، ہر ایک کو دینا جائز ہے۔

☆ کھال معاوضہ میں دینا جائز نہیں :

قربانی کی کھال، اون، آنتیں، گوشت، چربی یعنی جانور کا کوئی جزء کسی خدمت اور مزدوری کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔ بعض علاقوں میں کھال قصاب کو مزدوری کے طور پر دے دی جاتی ہے۔ قربانی کی کوئی چیز قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ اس کی اجرت الگ دینا چاہیے۔ امام اور موذن کو بھی تنخواہ اور اجرت کے طور پر کھال دینا جائز نہیں۔ بطور ہدیہ کسی کو بھی دے سکتے ہیں۔

☆ کھال فروخت کرنا :

قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کو فروخت کرنے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) اگر روپے کے عوض فروخت کی تو حاصل ہونے والی رقم کا فقراء پر صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۲) کسی ایسی چیز کے عوض فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں نہیں آسکتی یعنی اسے خرچ کئے بغیر اس سے نفع نہیں اٹھایا جاسکتا، مثلاً کھانے پینے کی کوئی چیز، تیل، پٹرول، رنگ و روغن، صابن وغیرہ تو ان اشیاء کا بھی صدقہ کرنا واجب ہے۔ خود استعمال کرنا جائز نہیں۔ قربانی کی کھال ان اشیاء

یا روپے کے عوض صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کی تو کوئی حرج نہیں اور اپنے استعمال میں لانے کے لیے فروخت کی تو مکروہ ہے۔ جس پر استغفار لازم ہے اور ان اشیاء کا صدقہ کرنا دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

(۳) اگر قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی کوئی چیز کسی ایسی چیز کے بدلے میں فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں آتی ہے، یعنی اسے خرچ کئے بغیر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مثلاً کپڑے، برتن، کتاب، قلم وغیرہ تو ان اشیاء کا فقراء پر صدقہ کرنا واجب نہیں، خود استعمال کرنا، ہبہ کرنا، خیرات کرنا سب جائز ہے۔

(۴) کھال کسی باقی رہنے والی چیز کے عوض فروخت کی، پھر اس چیز کو کھانے پینے یا استعمال سے خرچ ہونے والی کسی چیز کے بدلے فروخت کر دیا تو حاصل ہونے والی رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

☆ کھال کا مصرف :

جن صورتوں میں کھال سے حاصل کی ہوئی رقم یا چیز کا صدقہ واجب ہے، وہ صدقہ صرف انہی فقراء و مساکین کو دیا جاسکتا ہے جنہیں زکوۃ دینا درست ہو۔ جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں، انہیں یہ صدقہ دینا بھی جائز نہیں۔ جس پر زکوۃ یا قربانی واجب ہو، وہ اس صدقہ کا مستحق نہیں۔

☆ باپ مالدار ہو تو بچوں کو صدقہ دینا :

اگر باپ مالدار ہو تو اس کے نابالغ بچوں کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ اور بالغ بچے اگر مالدار نہ ہوں تو انہیں یہ صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی مالدار شخص کی بیوی مالدار نہ ہو تو اسے بھی دیا جاسکتا ہے۔ اگر نابالغ بچوں کی ماں تو مالدار ہے، باپ مالدار نہیں تو ان بچوں کو بھی یہ صدقہ دیا جاسکتا ہے۔

☆ سیّد کو صدقہ دینا :

سید اور بنو ہاشم (یعنی جو لوگ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد ہوں) کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ اگر یہ حاجت مند ہوں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ویسے ان کی مدد کریں اور اس کو اپنی سعادت سمجھیں۔

☆ والدین یا اولاد کو صدقہ دینا :

اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا، پردادی وغیرہ کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں، اس سے واجب ادا نہیں ہوگا۔ والدین کی خدمت ویسے ہی اولاد کے ذمہ فرض ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد، پوتا، پوتی، نواسے، نواسی وغیرہ کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ مذکورہ افراد کے سوا سب رشتہ داروں کو یہ صدقہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں، بلکہ ان کو دینے میں دوگنا ثواب ہے، ایک صدقے کا، دوسرا صلۂ رحمی کا۔

☆ کسی خدمت کے معاوضہ میں صدقہ دینا:

کسی کو مزدوری یا حق خدمت کے طور پر یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ لہذا قصاب کی مزدوری یا امام مؤذن کی خدمت کے معاوضہ کے طور پر ان کو یہ صدقہ دینے سے واجب ادا نہیں ہوگا۔

☆ کھال اور اس کی رقم بطور تملیک دینا ضروری ہے:

زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ کی طرح اس صدقہ کے ادا ہونے کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ کسی مسکین کو یہ کھال یا اس کی رقم مالکانہ طور پر دے دی جائے جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو۔ چنانچہ اسے مسجد، مدرسہ، شفاخانہ، کنویں، پل یا کسی اور رفاہی ادارے کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ وہ ادارہ مساکین ہی کی خدمت کیلیے وقف کیوں نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں کسی مسکین کو مالک بنانا اور اس کے قبضے میں دینے کی صورت نہیں پائی جاسکتی۔ اسی طرح کسی لاوارث کے کفن دفن، یا کسی میت کا قرض ادا کرنے میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ کسی ایسے مدرسہ یا انجمن وغیرہ کو دینا بھی جائز نہیں جہاں غریبوں کو مالکانہ طور پر وہ صدقہ نہ دیا جاتا ہو۔ بلکہ ملازمین کی تنخواہوں یا تعمیر اور فرنیچر وغیرہ انتظامی امور پر خرچ کر دیا جاتا ہو۔ البتہ اگر کسی ادارے میں مسکین طلبہ یا دوسرے مساکین کو مفت کھانا وغیرہ دیا جاتا ہو یا کوئی رفاہی ادارہ کھال یا اس کی رقم سے دوسرے مساکین کی کفالت کرتا ہو تو وہاں یہ صدقہ یا کھال دینا جائز ہے۔

☆ مسکین صدقہ وصول کرنے کے بعد جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے:

اگر کھال یا اس کی رقم کسی مسکین کی ملک میں دے دی اور صراحت کر دی کہ تم اس کے پوری طرح مالک ہو، ہمیں اس میں کوئی اختیار نہیں، پھر وہ اپنی خوشی سے اس کی رقم، مسجد، مدرسہ یا کسی

بھی رفاہی ادارہ کی تعمیر یا اس کے ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ میں اپنی طرف سے لگادے تو یہ جائز ہے۔

☆ حیلۂ تملیک:

بعض اداروں میں حیلۂ تملیک کا یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ زکوۃ یا کھال کی رقم یا دوسرے صدقات واجبہ کی رقم کچھ مساکین کو دے کر پھر ان سے واپس لے لی جاتی ہے۔ جس کو دی جاتی ہے اسے یقین ہوتا ہے کہ مجھے اس مال کا کوئی اختیار نہیں، اگر اپنے پاس رکھ لوں گا تو ادارے کے بڑے اور دوسرے لوگ ملامت کریں گے، اس خوف اور شرم کے مارے بے چارہ وہ رقم واپس چندہ میں دے دیتا ہے۔ ممکن ہے بعض افراد دین کی ترویج واشاعت کی نیت سے بطیب خاطر بھی واپس دیتے ہوں، مگر سب کے بارے میں یہ یقین کرنا مشکل ہے۔ اس لیے اس کی بجائے بوقت ضرورت شدیدہ یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ کسی مسکین سے کہا جائے کہ وہ کسی غنی سے اپنے لیے قرض لے کر ادارہ کو دیدے، ادارہ اسے تعمیر وغیرہ ہر مصرف پر خرچ کر سکتا ہے، اور ادارے میں زکوٰۃ وصدقات واجبہ کی جو رقم ہو وہ اس مسکین کو قرض اداء کرنے کے لیے دیدی جائے، وہ اس سے اپنا قرض اداء کرے۔

☆ کھال بھی شرکاء میں مشترک ہے:

جس بڑے جانور کی قربانی کئی شرکاء مل کر کر رہے ہوں، اس کے گوشت کی طرح کھال بھی سب شرکاء میں مشترک ہوگی، لہذا کسی شریک کے لیے یہ جائز نہیں کہ دوسروں کے حصے کی کھال بلا اجازت خود رکھے یا کسی کو دے۔ اگر بقیہ شرکاء اپنا اپنا حصہ ہبہ کردیں یا یہ ان سے خرید لے تو اب ہر طرح تصرف کر سکتا ہے۔ البتہ اگر اس نے یہ کھال فروخت کردی اور معاوضہ میں رقم یا ایسی چیز حاصل کی جو رقم کے حکم میں ہے یعنی خرچ کئے بغیر استعمال نہیں ہوسکتی، تو اپنے حصے کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے، جبکہ بقیہ حصوں کی رقم خود رکھ سکتا ہے۔

☆ قربانی کی جھول ، رسی وغیرہ:

قربانی کے جانور کی جھول، رسی اور ہار وغیرہ کو بھی کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔ ان چیزوں کو صدقہ کردینا مستحب ہے، اپنے استعمال میں بھی لاسکتے ہیں۔ کھال کی حفاظت ضروری

ہے: بعض لوگ جانور کی کھال اس طرح اتارتے ہیں کہ اس میں چھری لگ کر سوراخ کر جاتے ہیں، یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے، جس سے کھال کو نقصان پہنچتا ہے، اسی طرح بعض لوگ کھال اتارنے کے بعد اس کی حفاظت نہیں کرتے، سڑ کر بے کار یا بہت کم قیمت رہ جاتی ہے۔ یہ سب امور "تبذیر" یعنی فضول خرچی میں داخل ہیں، خواہ مخواہ ثواب ضائع اور گناہ لازم۔ اس لیے کھال احتیاط سے اتار کر ضائع ہونے سے بچانا شرعاً ضروری ہے۔

☆ کھال خریدنے کے بعد ہر تصرف جائز ہے:

جس نے قربانی کی کھال خریدی، وہ اس کا مالک ہو گیا، اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے، خواہ اپنے پاس رکھے، یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔

☆ اور کوئی زبردستی کھال لے گیا یا چوری ہو گیا:

اگر کوئی شخص یا ادارہ زبردستی کھال لے گیا اور وہ اس کو غیر شرعی مصرف میں استعمال کر رہا یا کھال چوری ہو گیا تو اس سے قربانی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اپنی خوشی سے ایسی جگہ یا ادارہ کو نہیں دینا چاہیے جو کہ اس کو غیر شرعی مصرف میں استعمال کرتا ہو۔

مہنگے ترین جانوروں کی خریداری کا فیشن

ہمارے ملک میں فیشن بنتا جا رہا ہے کہ لوگ دکھلاوے اور ریاکاری کیلیے مہنگے ترین جانور خرید کر بڑے فخر سے اس کی قیمت سب کو بتاتے پھرتے ہیں۔

اگر بالفرض اس میں ریاکاری نہ بھی ہو تو یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ آپ 10 لاکھ کی 1 گائے یا 2 لاکھ کا 1 بکرا خریدیں، اگر اللہ نے آپ کو مال دیا ہے اور آپ قربانی کے عنوان پر مال خرچ کرنا چاہتے ہیں تو 10 لاکھ کی 1 گائے خریدنے کے بجائے آپ 10 لاکھ کی 10 عمدہ و خوبصورت گائیں یا 40 عمدہ بکرے خرید کر اللہ کے لیے قربانی کریں۔

آپ خود سوچیں کتنی بڑی قربانی ہوگی اور کتنے مستحقین تک گوشت اور جانور کی کھال پہنچے گی، فقراء و مساکین، سیلاب متاثرین اور مصیبت زدہ مسلمانوں کو کتنا فائدہ ہوگا۔ نیز 1 جانور کے جسم پر موجود بالوں کے بجائے اب 10 یا 40 جانوروں کے جسم پر موجود بالوں کے برابر آپ کو نیکیاں ملیں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مقابلے بازی اور ریاکاری کا یہ فیشن ختم ہوگا۔

- جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد میں ہفتہ وار تخصص فی الفقہ والافتاء (مفتی کورس) شروع کرنے کے حوالے سے رئیس جامعہ نے 8 جولائی 2017ء کو مفتی صاحب مفتی محمد مسلم صاحب نستوی ملاقات کی اور اس حوالے سے تفصیلی نشست ہوئی۔ مولانا لقمان احمد اور وزیر بھائی بھی ساتھ تھے۔
- 21 جولائی 2017ء کو جامعہ میں تخصص فی الافتاء میں داخلہ کے لیے انٹری ٹیسٹ کا انعقاد ہوا جس میں کثیر تعداد میں فضلاء نے شرکت کی۔ جس میں سے 20 علماء کو کورس میں داخلہ دیا گیا۔

تین روزہ سافٹ وئیر ورکشاپ:

- 18 جولائی 2017ء جامعہ کے متعلقہ شعبہ جات کو منظم کرنے، اس کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے اور جدید طریقے سے محفوظ کرنے کے حوالے سے تین روزہ سافٹ وئیر تربیتی ورکشاپ کا انعقاد ہوا۔ جس کے لیے کراچی کے ایک مدرسہ کے سافٹ وئیر انجنیئر کے خدمات لیے گئے اور جامعہ کے تمام شعبہ جات کے عہدیداران نے شرکت کی۔

دو روزہ حج تربیتی کلاس:

- 18 جولائی 2017ء کو جامعہ میں حجاج کرام کی عملی تربیت کے لیے دو روزہ حج تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا جس میں ملٹی میڈیا کی مدد سے تصویری خاکوں اور نقشوں کے ذریعے حجاج کرام کو تربیت دی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں مرد و خواتین نے شرکت کی جبکہ رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب اور نائب رئیس جامعہ ڈاکٹر حشمت علی صافی صاحب نے فرائض درس سرانجام دیے۔

یک روزہ حج تربیتی کلاس:

- 23 جولائی 2017ء کو پشاور کے ایک ٹریول ایجنسی (ارشد صاحب) کی دعوت پر حضرت مفتی صاحب نے حجاج کرام کو ایک روزہ تربیتی کلاس میں حج تربیت دی۔

جامعہ تبلیغ القرآن للبنات

اصلاحی بیان:

- 13 جولائی 2017ء کو اصلاحی بیان مفتی حسین صاحب نے کیا۔ عنوان "ماہ شوال میں روزوں کی فضیلت"

ایک روزہ تجہیز و تکفین کلاس برائے خواتین:

- 27 جولائی 2017ء تجہیز و تکفین کلاس برائے خواتین کا انعقاد ہوا جس میں غسل، میت کو کفن دینے کا

عملی طریقہ سکھایا گیا۔ پروگرام میں کثیر تعداد میں مدارس کے طالبات اور عام خواتین نے شرکت کی۔ خاتون معلمہ نے فرائض درس انجام دیے۔

اصلاحی کلاس برائے شعبہ اطفال:

- 30 جولائی 2017ء کو شعبہ اطفال کے ساتھ اصلاحی نشست کا انعقاد ہوا جس میں ان کو اخلاق و آداب کے حوالے سے ہدایات دیے گئے۔

معلمات شوریٰ:

- 5 اگست 2017ء کو سوسائٹی کے معمولات کے مطابق سوسائٹی باجی کے زیر صدارت معلمات کے ساتھ شوریٰ کا انعقاد ہوا جس میں درج ذیل امور پر بات چیت ہوئی:
  - طالبات کے چار ماہی امتحان کا انعقاد۔
  - اصلاحی کلاس۔
  - تدریب المعلمین۔
  - اور کئی انتظامی امور پر روشنی ڈالی گئی۔

درس نظامی

درس نظامی کے لیے نئے داخلے:

- 12 جولائی 2017ء درس نظامی کے نئے سال کے لیے داخلہ ٹیسٹ کا انعقاد ہوا۔ جس میں ٹوٹل تقریباً 120 طلبہ نے شرکت کی جس میں سے پاس 50 نئے طلبہ کو داخلہ دیا گیا۔

درس نظامی کے نئے تعلیمی سال 13 کا افتتاح:

- 18 جولائی 2017ء کو درس نظامی کے اسباق کا افتتاح ہوا جس میں مفتی صاحب نے افتتاحی بیان کیا اور طلبہ کو ہدایات دیے گئے۔

اساتذہ میٹنگ:

- 18 جولائی 2017ء اساتذہ کے ساتھ سلیبس کے متعلق میٹنگ ہوئی۔ جس میں پورے سال کو سلیبس کے مطابق چلانے پر ہدایات دیے گئے اور ہر استاد کو اپنا اپنا سلیبس حوالہ کیا گیا۔
- 9 اگست کو درس نظامی کے اساتذہ کے ساتھ تعلیمی سال کے اسباق کے خاکہ نصاب (سلیبس) کے حوالے سے میٹنگ ہوئی اور ماہانہ سلیبس پڑھائی کا جائزہ لیا گیا۔

انجمن طلبہ تبلیغ القرآن میٹنگ:

- یکم اگست 2017ء بروز پیر درس نظامی کے زیر انتظام طلبہ کے "انجمن طلبہ تبلیغ القرآن" کو فعال بنا کر مرکزی عہدیں اور گروپس کے ذمہ داریاں اور ارکان کی تعینات کیے گئے اور سالانہ لائحہ عمل کو پورا کرنے کے لیے شیڈول طے ہوا۔ طلبہ کے شوریٰ ارکان کے مشورہ سے بالاتفاق تعلیمی سال: 13 کے لیے امیر عبدالرحمن، نائب امیر اعتزاز اور خزانچی عمر فاروق مقرر ہوئے۔

یوم آزادی کے حوالے سے ختم قرآن:

- 14 اگست 2017ء کو جامعہ تبلیغ القرآن بنین و بنات دونوں شعبوں میں درس نظامی کے طلبہ و طالبات نے ختم قرآن کا اہتمام ہوا۔ آخر میں طلبہ اور اساتذہ نے ملک کے سالمیت و استحکام کے لیے دعا کی۔

مختلف پروگرامات

راضی نامہ میں شرکت:

- 8 جون 2017ء کو علاقہ کے دو خاندانوں کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور ان دونوں کے درمیان جامعہ میں حضرت مفتی صاحب اور دیگر مشران علاقہ نے راضی نامہ ہوا۔

جامعہ میں مہمانوں کی آمد:

- 17 جولائی 2017ء مولانا شمس الہادی صاحب جامعہ تشریف لائے۔
- 18 جولائی 2017ء جناب ڈاکٹر حسین صاحب چیئرمین اسلامیات ڈیپارٹمنٹ بنوں یونیورسٹی جامعہ تشریف لائے۔
- 28 جولائی 2017ء پلوسئی کے تنظیمی ساتھی ملاقات کے لیے آئے۔

فہم قرآن کورس میں شرکت:

- 22 جولائی 2017ء دین بہار کالونی شعبہ فہم دین کے ذمہ داران کی دعوت پر رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب نے فہم قرآن کلاس میں شرکت کرکے درس حدیث دیا جبکہ حضرت مفتی صاحب کے ہمراہ قاری ایاز صاحب تھے۔

درس قرآن اختتام:

- 4 اگست 2017ء کو محلہ اسلام آباد گل بہار میں رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب جامعہ کے مدرس مولانا خیر محمد صاحب کی دعوت پر ختم قرآن آخری درس دیا اور اختتامی دعا فرمائی۔ فرائض درس مولانا گل

زادہ صاحب دے رہے تھے۔ تنظیم کے ناظم جناب شمس الحق، سفیر جامعہ حاجی پرویز صاحب اور انچارج شعبہ دیکھ بھال جناب وزیر بھائی ساتھ تھے۔

نکاح کی تقریب:

- 11 اگست 2017ء کو جامعہ میں، جامعہ کے سعودی عرب رکن امجد علی شاہ صاحب آف چارسدہ کی نکاح حضرت مفتی صاحب نے پڑھائی۔

تنظیمی سرگرمیاں

دو ماہی ناظمین اجلاس:

- یکم جولائی 2017ء بروز ہفتہ مرکزی تنظیم کی جانب سے تمام یونٹس کے ناظمین کا ”دوماہی ناظمین اجلاس“ منعقد ہوا۔ جس میں یونٹس کے تنظیمی مسائل اور ان کے حل پر روشنی ڈالی گئی۔

شب مذاکرہ:

- 29 جولائی 2017ء بروز ہفتہ مرکزی تنظیم کی طرف سے اداروں اور ذیلی شعبہ جات کے اہم اراکین و عہدیداران پر مشتمل مجلس منتظمہ کی اخلاقی، فکری اور دینی اصلاح کے لیے شب مذاکرہ کی نشست کا اہتمام کیا، جس میں تمام ذمہ داران نے شرکت کی اور شب مذاکرہ کے معمولات میں بھرپور حصہ لیا۔

خادم ویلفیئر سوسائٹی

ڈیزاسٹر منیجمنٹ ورکشاپ (فی میل):

- 22، 23 جولائی 2017ء کو خادم فی میل رضاکاروں کے لیے ریسکیو 1122 کی باہمی اشتراک سے دو دن ٹریننگ کا انعقاد کیا گیا جس میں ان کی first Aid، Faire اور Bile کی ٹریننگ دی گئی۔ جس میں خادم ویلفیئر سوسائٹی کی فی میل انتظامیہ، رضاکاران، جامعہ تبلیغ القرآن للبنات کی انتظامیہ اور العلم اکیڈیمیا سکول کی انتظامیہ نے شرکت کی۔

ڈیزاسٹر منیجمنٹ ورکشاپ (میل):

- 5 اور 6 اگست 2017ء کو دو دن کو خادم میل رضاکاروں کے لیے ریسکیو 1122 کی باہمی اشتراک سے دو دن ٹریننگ کا انعقاد کیا گیا جس میں ان کو Emergency Preparendness کی ٹریننگ دی۔ جس میں خادم کے 60 رضاکاران نے شرکت کی۔ آخر میں ان سے ٹیسٹ لیا گیا اور کامیاب شرکاء کو 14 اگست کے دن یوم آزادی پروگرام میں سرٹیفکیٹ دی جائیں گی۔

خادم یوم آزادی اور تقریب پرچم کشائی:

- خادم ویلفیئر سوسائٹی کی جانب سے 14 اگست 2017ء کے دن خصوصی پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں ختم قرآن اور چیئرمین ویلفیئر سوسائٹی یوسف ظفر صاحب نے خادم کے امور پر روشنی ڈالی۔ حضرت مفتی صاحب نے ''نعمت پاکستان اور مقصد پاکستان'' کے عنوان پر خطاب بھی فرمایا۔ 9th اور 10th اور درس نظامی کے ان طلبہ میں'' جنہوں نے وفاق المدارس کے سالانہ امتحان میں نمایاں نمبرات حاصل کیے تھے'' ان طلباء میں انعامات بھی تقسیم کیے گئے۔ آخر میں مفتی صاحب نے ملک کی سالمیت کے لیے خصوصی دعا بھی فرمائی۔ تقریب میں پشاور کے سیاسی، سماجی اور حکومتی اداروں کے ذمہ داران نے شرکت کی اور جامعہ تبلیغ القرآن اور خادم ویلفیئر سوسائٹی کے کارکردگی کو سراہا۔

العلم اکیڈیمیا جونیئر سکول

جولائی :

- چونکہ طلبہ کے لیے سکول سے چھٹی تھی اس لیے سکول انتظامیہ نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔
- العلم اکیڈیمیا کا سارا سالانہ ریکارڈ مرکزی سرور (Server) میں جمع کیا اور اس کی درجہ بندی کی گئی۔
- سکول کے Admin Section کا باقاعدہ Audit کیا گیا۔
- اکاؤنٹس کی بہتر دیکھ بھال کے لیے Admin Section کی ٹریننگ کروائی گئی۔
- مستقبل میں ڈیٹا (Data) کو software میں سٹور (Store) کرنے اور زیادہ مفید انداز میں استعمال انے کے حوالے سے تین روزہ ERP ٹریننگ (15 تا 17 جولائی) کی گئی جس میں کراچی سے ERP کے Expert (Aldermin) کمپنی کے نمائندے تشریف لائے۔
- مولانا وقار صاحب سے عربی بول چال اور کورس ڈیزائننگ کے حوالے سے بات چیت ہوئی اور اس کورس کے لیے مطلوبہ کتب فائنل کی گئیں۔
- سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کے لیے مزید چھ اساتذہ کی بھرتی کا عمل مکمل کیا گیا۔

اگست

- اساتذہ کی بہترین تربیت کے حوالے سے (1 اگست تا 15 اگست) ٹریننگ کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں عربی زبان دانی، اساتذہ کی تدریس مہارت کی بہتری، سیشن کی تیاری اور Presentation کے اصول اور سمر کیمپ کی تیاری اور ذمہ داریوں کے حوالے سے نشستیں ہوئیں۔

- 16 تا 27 اگست اساتذہ نے سکول کی اندر اگلے ششماہی تقسیم کار کے حوالے سے پلاننگ کی اور مڈ ٹرم کے پرچے بھی تیار کیے گئے۔
- 3۔ (28 تا 31 اگست) سکول میں سمر کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں طلباء نے سائنس، آرٹس، کھیل اور بزم ادب کے مختلف پہلوؤں میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور انعامات کے حقدار قرار پائے۔

تبلیغ القرآن تعلیمی سوسائٹی

میٹنگ:

- 6 جولائی 2017ء بروز جمعرات امیر اعلیٰ مولانا حشمت علی صافی سے سوسائٹی کے لائحہ عمل پر میٹنگ ہوئی

قاعدہ ٹریننگ:

- جامعہ میں قاعدہ کے معلمین و معلمات کے لیے 24 جولائی کو ایک ہفتہ پر مشتمل ورکشاپ "قاعدہ کیسے پڑھائیں" کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں جامعہ کے معلمین و معلمات نے شرکت کی۔

شعبہ اطفال کلاسز معائنہ

- سوسائٹی کے نگران اعلیٰ مولانا لقمان احمد نے یکم اگست سے شعبہ اطفال کے تمام کلاسز کا تعلیمی و انتظامی امور کے حوالے سے معائنہ کیا اور درپیش مسائل کی نشاندہی کی گئی اور اس کو حل کرنے کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا۔

شعبہ اطفال

کوئز مقابلہ:

- 5 اگست کو شعبہ اطفال کا پروقار کوئز مقابلہ ہوا جس میں 6 کلاسز نے حصہ لیا۔ کامیاب طلباء کو انعامات سے نوازا گیا۔ جس میں مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر قاری محمد فہیم صاحب اور مولانا لقمان احمد نے شرکت کی۔

یوم آزادی کی تقریب:

- 14 اگست 2017ء کو شعبہ اطفال نے خادم یوم آزادی تقریب میں خادم ویلفیئر سوسائٹی کے ساتھ مل کر بچوں نے پروگرام میں خدمت کی اور شعبہ اطفال کے طلباء نے تقریب کے موقع پر قومی ترانہ اور ملی نغمہ خوبصوت آواز میں پیش کی۔

فرسٹ ٹرم امتحان:

- 25 اگست 2017ء کو شعبہ اطفال کا فرسٹ ٹرم کا امتحان ہوا۔ ممتاز طلبہ میں انعامات اگلے ماہ میں شعبہ اطفال کے یوم والدین کے موقع پر دیے جائیں گے۔